اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اِصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
اگست ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۲۵	ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ / اگست ۲۰۱۷ء	شمارہ : ۸

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مُدیر اعلی	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ

0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر : 0333-4249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۶
حیاتِ مسلم	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ	۹
حقیقتِ حج	حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی ؒ	۱۸
تبلیغِ دین	حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی ؒ	۳۰
مسواک کے فضائل اور اُس کی برکات	حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سہارنپوری ؒ	۴۱
ماہِ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۰
اخبار الجامعہ		۶۲

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

حضرت زیاد بن حُدَیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اسلام کو کیا چیز منہدم کر دیتی ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا اسلام کو عالم کی لغزش اور منافق (بدعتی) کا (دین ظاہر کر کے در پردہ بدعات کو رواج دے کر) کتاب اللہ کا مقابلہ کرنا اور فیصلہ کرنا (دینی معاملات میں سیاسی قیادت کے) گمراہ اماموں کا۔ [۱]

حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے کچھ چیزوں کا ذکر فرما کر فرمایا کہ یہ علم کے (اُٹھ) جانے کے وقت ظاہر ہوں گی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کے جانے کی کیا صورت ہوگی حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اس کو اپنے بچوں کو پڑھائیں گے قیامت تک، آپ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھ کو مدینہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ دانا سمجھتا تھا کیا یہ یہود و نصارٰی توراۃ و انجیل نہیں پڑھتے مگر ان میں درج (تعلیمات میں سے) کسی پر بھی عمل نہیں کرتے [۲] (اسی طرح مسلمانوں میں سے بھی علم اُٹھ جائے گا کیونکہ صرف قرآن کی تلاوت کریں گے مگر اس میں درج تعلیمات پر عمل نہ کریں گے)۔

---

[۱] دارمی بحوالہ مشکوۃ ص ۳۷ [۲] مسندِ احمد و ابن ماجہ بحوالہ مشکوۃ ص ۳۸

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قریب ہے کہ لوگوں پر ایسا دور آجائے کہ ''اسلام'' صرف نام کو باقی رہ جائے ''قرآن'' صرف رسم کے طور پر، ان کی مسجدیں (بلند و بالا منقش درو دیوار سے) معمور ہوں گی اور وہ مساجد ویران ہوگی (اہل حق اور ھادی نہ ہونے کی وجہ سے) اُن کے علماء آسمان کی چھت تلے سب سے بد تر ہوں گے اُن سے فتنہ پھیلے گا اور اُن ہی کی طرف پلٹے گا۔ ۱

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت پر بنی اسرائیل کے ہو بہو زمانہ آکر رہے گا حتی کہ اُن بنی اسرائیل میں سے اگر کوئی اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ بدکاری کرے گا تو میری اُمت میں بھی ایسا ہوگا جو یہ کام کرے گا اور بنواسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹے گی سوائے ایک کے سب جہنم میں جائیں گے، صحابہؓ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول وہ فرقہ کون سا ہوگا ؟ فرمایا جس (طریقہ) پر میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔ ۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوادِ اعظم (اہلِ حق کی بڑی جماعت جیسے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی رحمہم اللہ) کی پیروی کرو جو اِن سے الگ ہوگا وہ جہنم میں گرا دیا جائے گا۔ ۳

اللہ تعالیٰ اس پُر فتن دور کے فتنوں سے عالمِ اسلام کی حفاظت فرما کر اہلِ سنت والجماعت کی پیروی نصیب فرمائے، صحابہ کرام اور صالحین سے محبت اور آخرت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے۔

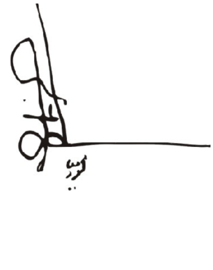

---

۱ بیہقی بحوالہ مشکوۃ ص ۳۸ ۲ ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص ۳۰ ۳ ابن ماجہ بحوالہ مشکوۃ ص ۳۰

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس ؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

صحابۂ کرامؓ کی کرامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں دینِ حنیف کی خدمت کے لیے وقف تھیں وہ سرورِ کائنات ﷺ پر اپنی جان نثار کرنے لیے ہر وقت تیار رہتے، دین کی اشاعت میں اپنی جان و مال سب کچھ لگا دیتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں طرح طرح کے انعامات سے نوازا، انہیں اپنی خوشنودی و رضا کی خوشخبری دی، جنگوں اور لڑائیوں میں ان کی مدد و نصرت فرمائی، کرامتیں عطا فرمائیں وغیرہ وغیرہ۔

اس حدیث شریف میں دو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہما کی کرامتوں کا ذکر ہے، حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ

''ایک مرتبہ رات کو حضرت اُسید بن حضیرؓ اور حضرت عُبادہ بن بشرؓ نے کسی ضرورت کی خاطر جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیٹھ کر کافی دیر تک گفتگو فرمائی یہاں تک کہ رات کا کافی حصہ بیت گیا، یہ رات بھی بڑی تاریک تھی، یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے، ان دونوں حضرات کے پاس چھڑیاں تھیں اُن میں سے ایک چھڑی سے روشنی نمودار ہوئی اور وہ دونوں اُس کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ راستے متفرق ہوئے یعنی ایسی جگہ پہنچے

جہاں سے دونوں کو الگ الگ راستوں پر چلنا تھا تو یہاں دوسرے صحابی کی لاٹھی میں بھی روشنی پیدا ہوگئی، اب دونوں اپنی اپنی لاٹھیوں کی روشنی میں چلتے رہے حتی کہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچے۔'' [1]

رات چونکہ شدید تاریک تھی اس لیے حق تعالیٰ نے اُن کے لیے روشنی کا انتظام فرمایا اور سرورِ کائنات ﷺ کے یہ دو صحابہ بغیر کسی تکلیف کے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے گئے۔

ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں کہ ''جس صبح کو'' اُحد'' کا معرکہ ہونے والا تھا اُسی رات مجھے میرے والد صاحب نے بلایا اور فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ سب سے پہلے شہید ہوں گے اُن میں سے ایک میں بھی ہوں گا اور فرمایا کہ میں اپنے بعد چھوڑنے والوں میں سرورِ کائنات ﷺ کے سوا سب سے زیادہ تمہیں ہی عزیز رکھتا ہوں، (اور دیکھو) میرے ذمہ کچھ قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے رہنا، یہ میری وصیت ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوئی (اور لڑائی ہونے لگی) تو آپ ہی سب سے پہلے شہید ہوئے اور آپ کو ایک اور صحابی کے ساتھ مِلا کر دفن کیا گیا۔ [2]

چونکہ اِس جنگ میں صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد نے جامِ شہادت نوش کیا اور جو صحابہ کرامؓ باقی تھے وہ بھی دن بھر کی لڑائی کی وجہ سے تھک گئے تھے اور اکثر شدید زخمی تھے اس لیے شہداء کے لیے علیحدہ علیحدہ قبریں بنانی مشکل تھیں چنانچہ دو دو اور تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں دفن کر دیا گیا اور شہید کو خون آلود کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے اور غسل بھی نہیں دیا جاتا۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الفضائل والشمائل رقم الحدیث ۵۹۴۴

[2] مشکوۃ شریف کتاب الفضائل والشمائل رقم الحدیث ۵۹۴۵

شہدا کے اجسام محفوظ رہے :

اور شہداءِ اُحد کے اجسام عرصۂ دراز تک سالم محفوظ اور تر و تازہ رہے۔

حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مؤطا میں یہ بات بلاغًا[۱] نقل فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک نہر کھدوانی چاہی، انجینئروں کی رائے میں نہر وہیں سے گزر سکتی تھی کہ جہاں شہداءِ اُحد مدفون تھے چنانچہ جب زمین کھودی تو دیکھا کہ اُن صحابہ کرامؓ کے اجسام چھتیس سال بعد بھی صحیح و سالم ہیں، آپ نے اعلان فرمایا کہ شہداء کے ورثا اپنے اپنے شہیدوں کو لے جائیں چنانچہ لوگ گئے اور اپنے اپنے مورِث کو نکال لائے، ''خمیس'' میں ہے کہ وہ ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے سوئے ہوئے ہوں۔ یہ ایک طرح کا اعزاز تھا جو اُن شہداءِ اُحد کو حق تعالیٰ نے بخشا ورنہ یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی یا ہر صحابی کا جسم محفوظ ہو، اگر ایسا ہوتا تو جنت البقیع (جو مدینہ منورہ کا قبرستان ہے) میں اب دفن ہونے کی جگہ بھی نہ ملتی حالانکہ وہاں بے شمار انسان دفن ہیں۔ اِسی طرح کے کشف و کرامات و اعزازات جو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بخشے تھے بہت سارے ہیں (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے نقش ِقدم پر چلائے اور آقائے نامدار ﷺ کی صحیح تابعداری نصیب فرمائے، آمین۔ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲ مئی ۱۹۶۹ء)

۞ ۞ ۞

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

---

[۱] یہ حدیث امام مالکؒ کی ''بلاغیّات'' میں سے ہے۔

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۴ قسط :۸

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ مسلم

پیدائش سے وفات تک سنن مستحبات، بدعات ومکروہات

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

قبر :

(۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خلیفہ سوم) جب کسی قبر پر پہنچتے تو اُن پر اتنا گریہ طاری ہوتا کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوجاتی، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے سامنے جنت اور دوزخ کا ذکر ہوتا ہے اُس پر آپ کو گریہ نہیں آتا قبر دیکھتے ہیں تو گریہ سے آپ بے حال ہوجاتے ہیں ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے اگر اِس سے نجات مل گئی تو بعد کی منزلیں بہت سہل ہوجاتی ہیں اور اگر کوئی یہاں پھنس کر رہ گیا اور یہ منزل کٹھن ہوگئی تو بعد کی منزلیں کہیں زیادہ کٹھن ہوں گی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا جتنے منظر بھی میری نظر سے گزرے قبر کا منظر اُن میں سب سے زیادہ سخت ہے۔ [۱]

[۱] ترمذی شریف جلد دوم ص ۵۵

(۲) مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد مہاجرین میں جن کی وفات سب سے پہلے ہوئی وہ حضرت عثمانؓ بن مظعون ہیں، جب اِن کو دفن کر دیا گیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صاحب کو ایک پتھر اُٹھا کر لانے کے لیے فرمایا، وہ پتھر اتنا بھاری تھا کہ یہ صاحب نہیں اُٹھا سکے، آنحضرت ﷺ خود پہنچے آستینیں چڑھائیں اور وہ پتھر اُٹھا کر لے آئے اور قبر کے سرہانے رکھ دیا کہ اِس سے میں اپنے بھائی کی قبر معلوم کرسکوں گا اور میرے متعلقین میں سے جو وفات پائے گا اُس کو اِس کے پاس دفن کرسکوں گا۔ [۱]

(۳) آنحضرت ﷺ جب میت کو قبر میں اُتارتے تھے تو پڑھا کرتے تھے :

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ . [۲]

(۴) آنحضرت ﷺ نے اپنے گوشہ جگر حضرت ابراہیم کو دفن کیا تو مٹی کے تین دو ہتڑ (دونوں ہاتھ) بھر کر قبر میں ڈالے پھر قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرایا اور کنکریں ڈال دیں [۳] مٹی کے تین دو ہتڑ سراہنے کی طرف ڈالے [۴] پانی کا چھڑکاؤ سراہنے سے شروع کیا اور پیروں تک لے گئے۔ [۵]

(۵) پہلا دو ہتڑ ڈالا جائے تو پڑھا جائے مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ دوسرے پر وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسرے پر وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی .

(۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے (قاسم بن محمد بن ابی بکر) جو اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ کے مفتی اعظم اور بہت مقدس بزرگ تھے انہوں نے اپنی پھوپھی (اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے درخواست کی کہ وہ حجرہ شریفہ کھول کر مزارات کی زیارت کرادیں، حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں میں نے حجرہ شریف میں مزار دیکھے نہ اُونچے اُٹھے ہوئے تھے نہ زمین سے ملے ہوئے، سرخ کنکریاں جو مقام ''عرصہ'' کے میدان کی تھیں اُن پر پڑی ہوئی تھیں [۶] حضرت سفیان تمّار کا بیان ہے کہ انہوں نے قبر مبارک کی زیارت کی تو وہ کوہان کی طرح تھی [۷] قبر کی اُونچائی ایک بالشت سے زیادہ نہ ہونی چاہیے۔ [۸]

---

[۱] ابوداؤد شریف ص ۱۰۱ [۲] صحاح [۳] مشکوۃ شریف وبیہقی [۴] مشکوۃ وابن ماجہ [۵] مشکوۃ وبیہقی
[۶] ابوداؤد شریف [۷] بخاری شریف ص ۱۸۶ [۸] قاضی خان مع عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۷۸

(۷) غزوۂ اُحد کے شہدا کے لیے جب قبریں کھودی جارہی تھیں تو آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا تھا قبریں گہری کھودو اور چوڑی رکھو ۱؎ قبر قدِ آدم کے نصف تک گہری ہونی چاہیے۔ ۲؎

(۸) ارشاد ہوا : دفن کے بعد سرہانے کی طرف سورۂ بقرہ کی شروع کی آیتیں پڑھ لی جائیں اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کے آخر کی آیتیں۔ ۳؎

(۹) آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو پختہ بنائے یا اُس پر تعمیر کی جائے۔ ۴؎

زمین بہت نرم ہو تو تابوت بنایا جاسکتا ہے مگر پکی اینٹوں کا نہیں، لوہے کی چادریں تابوت میں لگائی جاسکتی ہے مگر اندر کی طرف مٹی لیپ دیں نیچے بھی مٹی بچھادیں۔ ۵؎

صبر :

(۱) کوئی نصب العین اور کوئی مقصد معین کر کے اُس پر جم جانا اور جو مصائب اور مشکلات پیش آئیں تو اُن کو اَنگیز کرنا ۶؎ اس کو ضبط، تحمل، برداشت اور استقلال و استقامت کہا جاتا ہے اسی کا نام ''صبر'' ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک ''طاقت'' قرار دیا ہے اور نماز کی طرح اس سے بھی مدد حاصل کرنے کی فرمائش کی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ﴾ ''اے ایمان والو ! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے۔''

کسی عزیز کی وفات پانے پر صبر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ اِس پر جمے رہیں کہ ہمیں راضی برضاءِ مولیٰ رہنا ہے اور جو کچھ حکمِ خداوندی ہے گردن جھکا کر اُس کو تسلیم کرنا ہے نہ شکوہ شکایت نہ جھنجھلانا ہے نہ گھبرانا ہے نہ بے قراری اور اضطراب کا اظہار کرنا ہے۔

(۲) اُنس اور محبت اور اس سے جو نرمی مزاج میں پیدا ہو اس کو ''رحمت'' یا ''رحم'' کہا جاتا ہے یہ انسان کی فطرت ہے، فطرت جتنی زیادہ سلیم ہوگی اُس میں رحمت اُتنی ہی زیادہ ہوگی۔ کائناتِ عالم میں جس کی فطرت سب سے زیادہ سلیم تھی وہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ہوا (ﷺ) اور اس کے صدیق نے ''اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ'' کا لقب پایا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ

۱؎ صحاح و مشکوۃ ۲؎ دُرمختار وغیرہ ۳؎ مشکوۃ و بیہقی ۴؎ مسلم شریف ۵؎ قاضی خان ۶؎ سہنا، سہارنا

رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ ۱

(۳) کسی عزیز کی جدائی سے جب رشتہ اُنس و محبت پر چوٹ پڑتی ہے تو تڑپ اور بے چینی کا پیدا ہونا فطری امر ہے، اگر بے چینی نہ پیدا ہو تو اس کے پہلو میں دل نہیں ہے پتھر کا ٹکڑا ہے لیکن یہی وہ مقام ہے جہاں جوہرِ صبر نکھرتا ہے اس تڑپ اور بے چینی کو قابو میں رکھنا موجبِ اجر ہے، قابو میں رکھنے کی کوشش کے باوجود قابو نہیں رہا دامنِ ضبط ہاتھ سے چھوٹ گیا یہ معذوری ہے توقع ہے کہ اللہ معاف کرے گا۔ بے چینی اور بے قراری کا اظہار کرنا جزع اور فزع ہے جو ناجائز ہے، اظہار سے آگے بڑھ کر بے چینی اور چوٹ کا مظاہرہ کرنا مثلاً نوحہ اور بین کرنا، اپنے منہ کو طمانچہ سے پھیتنا، سینہ پیٹنا، سر منڈوانا، بال نوچنا، سر پر خاک ڈالنا بے چینی اور دل کی چوٹ کا مظاہرہ ہے جو حرام ہے۔

اس تمہید کے بعد آنحضرت ﷺ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے :

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے مومن بندے کے عزیز کو میں وفات دے دوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کی جزاء میرے پاس صرف جنت ہے۔ ۲

(۲) نیز ارشاد فرمایا : اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی ۳ صبر تو وہی ہے جب پہلی پہل دل پر چوٹ لگے، تو اُس کو سہارے بعد میں تو رفتہ رفتہ خاموش ہونا ہی پڑتا ہے۔

(۳) آنحضرت ﷺ کے گوشہ جگر حضرت ابراہیم کی حالت نازک ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا اور پیار کیا جب منے صاحبزادے کا سانس اُکھڑنے لگا تو چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے (جو وہاں موجود تھے) عرض کیا وَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں ؟ رسولِ خدا ﷺ نے جواب دیا یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ یہ اُنس و محبت اور نرمی قلب کا فطری تقاضا ہے، آپ یہ فرما رہے تھے اور آنسو جاری تھے اسی حالت میں آپ نے فرمایا :

---

۱ ترمذی شریف ۲ بخاری شریف ۳ بخاری مسلم وغیرھما

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزُنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضَی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (بخاری ومسلم وغیرھما)

بے شک آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں دل غمگین ہے مگر زبان پر صرف وہی آئے گا جو ہمارے رب کو راضی کردے اور واقعہ یہ ہے کہ اے ابراہیم تمہاری جدائی سے ہم غمگین ہیں

(۴) آنحضرت ﷺ کے نواسے (حضرت زینبؓ کے نورِ چشم) کا سانس اُکھڑنے لگا تب چشم مبارک سے آنسو بہنے لگے، حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یہ کیا یا رسول اللہ جواب میں ارشاد ہوا : ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ جَعَلَھَا اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ. فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ . [1]
''یہ رحمت ہے (وہ نرمی ہے جو اُنس و محبت کی وجہ سے رونما ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں صرف اُن ہی پر رحم کرتے ہیں جو خود بھی ''رحیم'' ہوتے ہیں (جن کے دلوں میں یہ نرمی ہوتی ہے)۔''

(۵) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے حالت خراب ہوگئی آنحضرت ﷺ نے جب ان کو نازک حالت میں دیکھا تو چشم پُرنم سے آنسو بہنے لگے جو وہاں موجود تھے وہ زور زور سے رونے لگے، ارشاد ہوا : ''اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہنے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں کرتا، زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا عذاب یا رحم اِس سے بولنے پر ہوتا ہے (جزع فزع کے الفاظ کہے تو عذاب اور صبر و شکر کے کلمات پر ثواب ملتا ہے)۔''

(٦) ارشاد ہوا : وہ ہم میں کا نہیں جو رُخساروں کو پیٹے، گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کے الفاظ زبان سے پکارے (نوحہ اور بین کرے یا معاذ اللہ تقدیر کو برا کہے، حضرت حق کے متعلق شکوہ کے الفاظ ادا کرے)۔

(۷) ارشاد ہوا : میں اُس سے بیزار ہوں جو سر منڈائے، منہ پیٹے اور کُوک مار (زور سے چلا) کر روئے۔ (بخاری ومسلم وغیرہما)

---

[1] بخاری و مسلم وغیرھما

تعزیت (تسلی دلانا) :

(۱) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو مصیبت زدہ کو تسلی دلاتا ہے تو اُس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا مصیبت زدہ کو اور جو بچہ کی وفات پر اُس کی ماں کو تسلی دلائے تو جنت میں اُس کو چادریں پہنائی جائیں گی (خلعت دیا جائے گا)۔'' [۱]

(۲) آنحضرت ﷺ نے نواسے کی وفات پر اُس کی والدہ (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو کہلا کر بھیجا اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ [۲] ''جو لے لیا وہ اللہ ہی کا تھا جو دیا وہ اُسی کا تھا اور اللہ کے یہاں ہر ایک چیز ایک معین حد (مدت) تک ہے پس صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو۔''

مجلس تعزیت :

وَیَجُوْزُ الْجُلُوْسُ لِلْمُصِیْبَۃِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَھُوَ خِلَافُ الْاَوْلٰی وَیُکْرَہُ فِی الْمَسْجِدِ. [۳]

''تعزیت کے لیے بیٹھنا تین دن جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے، یہ نشست مسجد میں نہ ہو، مسجد میں مکروہ ہے جو شخص موجود نہ ہو وہ تعزیت کے لیے تین دن کے بعد بھی آسکتا ہے''

ذکرِ خیر :

ارشادِ گرامی ہے : مرنے والوں کی خوبیاں ذکر کرو، برائی سے زبان روکو، ارشاد ہوا مرنے والوں کے حق میں بدزبانی نہ کرو وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے ہیں [۴] یعنی اگر کوئی برا تھا تب بھی اُس پر لعن طعن یا اُس کی برائیاں نہ کرو۔ واللہ اعلم

سوگ یعنی ترکِ زینت :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان جو پہلے اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں صف آراء رہے پھر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کی صاحبزادی محترمہ حضرت اُم حبیبہ بہت پہلے مسلمان

---

[۱] ترمذی شریف [۲] ابن ماجہ ص ۱۱۵ [۳] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۷۳ [۴] بخاری شریف

ہو چکی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے حرمِ محترم میں داخل تھیں، زینب بنت ابی سلمہ ان ہی اُم حبیبہؓ کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد ابوسفیان کی وفات ہوئی تو تیسرے دن حضرت اُم حبیبہؓ نے ایک زردی (زرد رنگ کا غازہ) منگوایا اور چہرہ اور کلائیوں پر ملا پھر فرمایا مجھے اِس کے لگانے کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے کہ جو عورت اللہ پر قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ بیوہ اپنے شوہر پر (زمانہ عدت) چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی (کہ زینت و آرائش نہیں کرسکتی)۔ ؎۱

اسی طرح کا واقعہ اُم المومنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ کا ہے کہ ان کے بھائی کی وفات ہوگئی تھی تو تیسرے روز خوشبو منگا کر لگائی اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُس کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوہ اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔ ؎۲

ماتمی لباس :

حضرت ابو برزہؓ اور عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہم ایک جنازہ پر گئے وہاں آنحضرت ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے چادریں اُتار کر پھینک دی تھیں اور صرف کُرتا پہن کر جنازے کے ساتھ جا رہے تھے، آپ نے فرمایا زمانہ جاہلیت کے دستور کو زندہ کر رہے ہو، دل چاہتا ہے کہ بد دعا کروں کہ جب تم واپس ہو تو تمہاری صورتیں بھی بدلی ہوئی (مسخ شدہ) ہوں ان لوگوں نے فورًا چادریں اوڑھ لیں پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔ ؎۳

یُکْرَہُ لِلرِّجَالِ تَسْوِیْدُ الثِّیَابِ وَ تَمْزِیْقُھَا لِلتَّعْزِیَۃِ ؎۴ تعزیت کے لیے کپڑوں کو کالا کرنا مردوں کے لیے جائز نہیں ہے نہ کپڑے پھاڑنا جائز ہے۔

؎۱ بخاری شریف ص ۱۷۰ و ص ۱۷۱ ؎۲ بخاری شریف ص ۱۷۱ ؎۳ ابن ماجہ ص ۱۰۸

؎۴ قاضی خان علی الھندیہ ج ۱ ص ۱۷۸

اہلِ میت کے لیے کھانا :

حضرت جعفرِ طیّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے جب ان کی شہادت کی خبر پہنچی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کر دو وہ اپنے غم میں مشغول ہیں خود انتظام نہیں کر سکتے۔[1]

پریشان حال غم زدہ اہلِ خانہ کے لیے یہ امداد اور ہمدردی کی صورت تھی جو آنحضرت ﷺ نے تجویز فرمائی مگر ہم نے اس کو رسم بنالیا اس کے قواعد مقرر کر لیے کہ فلاں کے یہاں سے میت کا کھانا آسکتا ہے فلاں کے یہاں سے نہیں، نرینہ اولاد کی طرف سے کھانا آنا چاہیے، لڑکیوں یا لڑکی کی سسرال وغیرہ کے یہاں سے نہیں آسکتا وغیرہ وغیرہ اور لطف یہ ہے کہ گھر والوں کے لیے تو کھانا پکانا ممنوع قرار دے لیا اور تقسیم کرنے کے لیے کھانا پکانے کو ضروری سمجھ لیا چنانچہ ان تین دنوں میں اہلِ میت کی طرف سے کھانا تقسیم کرایا جاتا ہے، اس کے بعد کہیں سوئم ہوتا ہے کہیں چہارم کہیں تیرھویں ہوتی ہے کہیں چہلم وغیرہ وغیرہ، یہ سب باتیں ناجائز اور مکروہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے میت کے پسماندگان کی پریشانی کو ہلکا کیا ہم اس کے برخلاف اہلِ خانہ اور ورثاء کے لیے پریشانی بڑھاتے ہیں اور یتیم بچوں کا خیال بھی نہیں کرتے کہ ان کے سرپرست کا انتقال ہوا وہ فکرِ معاش میں مبتلا ہوئے پریشان ہیں مگر ہم ان پر ضیافت اور دعوتوں کا بار ڈالتے ہیں پریشانی پر پریشانی بڑھاتے ہیں، اس سلسلہ میں حضراتِ فقہاءِ کرام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے :

وَيُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنَ الطَّعَامِ مِنْ اَهْلِ الْمَيِّتِ لِاَنَّهٗ شُرِعَ فِى السُّرُوْرِ لَا فِى الشُّرُوْرِ وَهِىَ بِدْعَةٌ مُّسْتَقْبَحَةٌ رَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجه بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيْعِهِمُ الطَّعَامَ مِنَ النِّيَاحَةِ وَ يُسْتَحَبُّ لِجِيْرَانِ اَهْلِ الْمَيِّتِ وَالْاَقْرِبَاءِ الْاَبَاعِدِ تَهِيَّةُ طَعَامٍ لَهُمْ يُشْبِعُهُمْ يَوْمَهُمْ وَلَيْلَتَهُمْ لِقَوْلِهٖ ﷺ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ

---

[1] ترمذی و ابوداؤد

جَاءَ هُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ [1] وَلِاَنَّهُ بِرٌّ وَ مَعْرُوْفٌ وَيُلِحُّ عَلَيْهِمْ فِي الْاَكْلِ لِاَنَّ الْحُزْنَ يَمْنَعُهُمْ مِنْ ذَالِكَ فَيَضْعَفُوْنَ. (فتح القدير ص ج ١ ص ٤٧٣)

''اہلِ میت کی طرف سے کھانے کی دعوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ رنج اور صدمہ کے موقع پر، یہ نہایت قبیح بدعت ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے سندِ صحیح کے ساتھ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اہلِ میت کے یہاں جمع ہونے اور اہلِ میت کی طرف سے کھانا تیار کرانے کو ہم نوحہ کی ایک رسم شمار کیا کرتے تھے، (البتہ) اہلِ میت کے پڑوسیوں اور دُور کے رشتہ داروں کے لیے یہ مستحب ہے کہ اہلِ میت کے لیے اتنے کھانے کا انتظام کردیں جس سے وہ اُس دن میں اور شب میں شکم سیر ہوسکیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جعفرؓ کے اہل وعیال کے لیے کھانا بنادو کیونکہ ان کو ایسا حادثہ پیش آگیا ہے جو اُن کو مصروف کیے ہوئے ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ ان غم زدہ لوگوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا نیک کام اور حسن سلوک ہے۔''

کھانے کے لیے اصرار کرنا :

اصرار کر کے اہلِ میت کو کھانا کھلائیں، صدمہ ان کو کھانے سے روکے گا (وہ کھانے کے لیے تیار نہ ہوں گے) مگر نہ کھانا ان کو کمزور کردے گا (جس سے صدمہ اور بڑھے گا) لہٰذا اصرار کر کے ان کو کھلا دینا چاہیے۔ (فتح القدیر ج ١ ص ٤٧٣)

وَيُكْرَهُ اِتِّخَاذُ الطَّعَامِ فِي الْيَوْمِ الاوَّلِ وَ الثَّالِثِ وَ يَوْمِ الْاُسْبُوْعِ وَ الْاَعْيَادِ وَ نَقْلِ الطَّعَامِ اِلَى الْقَبْرِ فِي الْمَوَاسِمِ وَ اِتِّخَاذُ الدَّعْوَةِ بِقِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ وَ جَمْعُ الصُّلَحَاءِ وَ الْقُرَّاءِ لِلْخَتْمِ اَوِ الْقِرَاءَ ةِ سُوْرَةَ الْاَنْعَامِ وَ الْاِخْلَاصِ فَالْحَاصِلُ اَنَّ اِتِّخَاذَ الطَّعَامِ عِنْدَ قِرَاءَ ةِ الْقُرْآنِ لِاَجْلِ الْاَكْلِ يُكْرَهُ. (بزازیہ علی الفتاوی الهندیہ)

[1] حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ

(باقی صفحہ ٤٩)

﴿ سلسلہ تقاریر نمبر ۸ ﴾

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے اَنوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عنداللہ مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

حقیقتِ حج

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ ﴾

ذیل میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ کی وہ تقریر درج کی جارہی ہے جو حضرت ممدوح نے سفرِ حجاز میں تشریف لے جاتے ہوئے ''محمدی جہاز'' میں مسافرانِ حجاز کے سامنے فرمائی تھی۔ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی !

آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہونا میں فضول اس وجہ سے سمجھتا تھا کہ بڑے بڑے حضرات موجود ہیں اور اُن کی تقاریر برابر ہوتی رہی ہیں، میں نہ اعلیٰ درجے کی تقریر کرسکتا ہوں اور نہ اِس میدان کا ماہر ہوں اور میں اب کمزور بھی ہو گیا ہوں مگر مجھ کو بار بار حکم دیا گیا اس لیے کچھ روشنی عبادتِ حج کے متعلق ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے بزرگو ! تمام عالم میں ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ آزاد رہے، دوسرے کا تابعدار ہو کر نہ رہے، کسی کی تابعداری اُس وقت ہوتی ہے جبکہ تابعداری پر مجبوری ہو، تابعداری کے تین اسباب ہیں :

☆ ایک یہ کہ نفع کی اُمید ہو، بادشاہوں اور مالکوں کی تابعداری اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ نفع پہنچائیں گے اور حاجت رفع کریں گے۔

☆ دوسرا سبب نقصان کا اندیشہ ہے، یعنی کسی شخص سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو کہ مارے گا پیٹے گا اگر اُس کی تابعداری نہ کی تو اُس سے نقصان پہنچے گا۔

☆ تیسرا سبب تابعداری کا محبت ہے۔ کسی سے محبت ہو تو اُس کی محبت کی وجہ سے اُس کی تابعداری کی جاتی ہے، محبوب اگرچہ کمزور ہو اُس سے نفع کی اُمید ہو نہ نقصان کا اندیشہ۔ دیکھو ماں باپ اولاد کی تابعداری کرتے ہیں، بچے جو مطالبہ کرتے ہیں ماں باپ اُس کو پورا کرتے ہیں، صرف محبت کی وجہ سے ماں باپ بچے کی تابعداری کرتے ہیں اُس کی ہر بات کو مانتے ہیں اور اُس کی پرورش کرتے ہیں حالانکہ اُن کو بچہ سے نفع کی کوئی اُمید نہیں نہ نقصان کا اندیشہ ہے، محبت کا تقاضا ہے کہ انسان محبوب کی تابعداری کرے۔ شاعر کہتا ہے ع

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ ؎١

تم اللہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو اور اُس کے حکم کے خلاف کرتے ہو یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے۔

عاشق کی تو نشانی یہ ہے ؎

يُدَارِیْ هَوَاهُ ثُمَّ يَكْتُمُ سِرَّهٗ وَيَخْشَعُ فِیْ كُلِّ الْاُمُوْرِ وَيَخْضَعُ ؎٢

حاصل کلام یہ ہے کہ تابعداری کے یہی تین اسباب ایک کو دوسرے کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں اللہ تعالیٰ میں یہ تینوں اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس قدر نفع کی اُمید ہے کہ دنیا میں کسی سے نہیں اللہ تعالیٰ سب کا مربی، سب کا نگران، سب کا پیدا کرنے والا اور سب کا پالنے والا ہے، کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اُس کو نفع نہیں پہنچا سکتا ﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ﴿مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ﴾ جسے چاہتا ہے شہنشاہ بنا دیتا ہے، جسے چاہتا ہے غریب رکھتا ہے سب

؎١ عاشق اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔ ؎٢ عاشق اپنی خواہشات کو گھماتا ہے اور اپنے بھید کو چھپاتا ہے اور تمام اُمور میں خشوع و خضوع اختیار کرتا ہے۔

کچھ اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں سب اُسی کی ہیں ﴿وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ اُس کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے اُس کی نعمتیں جو تم کو مل رہی ہیں اَن گنت اور بے شمار ہیں تم جو مانگتے ہو وہ تم کو دیتا ہے ﴿وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ﴾ اس لیے اللہ تعالیٰ سے نفع کی اُمید جتنی تمام مخلوق کو ہے اور ہو سکتی ہے اُتنی اور کسی سے نہیں، ہم دنیاوی زندگی اور اُخروی زندگی میں اللہ ہی کے محتاج ہیں وہ ہر چیز کو محیط ہے کوئی اُس کے احاطہ سے خارج نہیں۔

اسی طرح نقصان کا اندیشہ جتنا اُس سے ہے اور کسی سے نہیں، جا بجا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے تمہارے معبود ہیں اُن سب کے اندر نہ مالکیت نفع کی ہے نہ مضرت کی ﴿اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّ لَا يَضُرُّكُمْ﴾ خدا کے سوا کسی سے نقصان کا اندیشہ نہیں، اگر اللہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے اور تمام مخلوق مل کر اُس کو نقصان پہنچانا چاہے تو نقصان نہیں پہنچ سکتا اور اگر خدا کسی کو نقصان پہنچانا چاہے اور سارا جہان مل کر بھی اُس کو نفع پہنچانا چاہے تو نفع نہیں پہنچا سکتا حقیقۃً نفع کی اُمید اور نقصان کا اندیشہ اُسی سے ہے، جسے چاہے نواز دے جس کو چاہے بادشاہ بنا دے جس کو چاہے مریض بنا دے، مالک الملک ہے جسے چاہے ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کر دے جسے چاہے مصیبت میں ڈال دے، جسے چاہے مصیبتوں سے نجات دیدے، ہر چیز کا جاننے والا ہر ایک کو پالنے والا وہی خداوندِ کریم ہے۔ صفتِ مالکیت کی وجہ سے جنات اور ملائکہ پر بھی اُس کی تابعداری ضروری ہے اُس کی مالکیت ہر چیز پر ہے تمام مخلوقات کو اُس کی تابعداری کرنا ضروری ہے اُس کی صفتِ مالکیت کا تقاضا ہے کہ اُس کی ہمیشہ تابعداری کی جائے کیونکہ اُس کو اگر راضی کیا جائے گا تو ہر قسم کی نعمتیں پہنچیں گی اور اگر اُس کو ناراض کیا جائے گا تو ہر ایک نقصان کا اندیشہ ہے، تیسری وجہ تابعداری کی محبت ہے محبت کے چار اسباب ہوتے ہیں : (۱) کمال (۲) جمال (۳) احسان (۴) قرب

☆ کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے تو اُس سے اُس ''کمال'' کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔ ع

کسبِ کمال کُن کہ عزیزِ جہاں شوی [1]

---

[1] کمال حاصل کرو تا کہ دنیا کے محبوب بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز میں جس قدر کمال رکھتا ہے دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا۔

☆ دوسرا سبب محبت کا ''جمال'' ہے۔ حُسن و جمال بھی محبت کا سبب ہوتا ہے، سورج چاند ستارے فرشتے اور انسانوں میں مرد اور عورت میں جو بھی حُسن اور جمال پایا جاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ دینے والا وہی چیز دے سکتا ہے جو خود اُس کے پاس موجود ہو اور جبکہ ہر ایک شے میں جو کچھ بھی حُسن و جمال ہے وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے تو خود خدا کے اندر حُسن و جمال کا ہونا بلکہ سب سے زیادہ اور سب سے اکمل و اعلیٰ درجہ کا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَالَ کسی میں کوئی جمال ہے تو اُس کا مبداء ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ چودھویں رات کے چاند میں جو جمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے حیوانات ، جمادات ، فرشتے ، انسان ، مرد اور عورتوں میں جو بھی حُسن و جمال ہے وہ سب اُسی کا ہے، جس مخلوق میں تھوڑا سا بھی حُسن ہوتا ہے اُس پر فریفتہ ہوتے ہیں ، چکور کو چودھویں رات کے چاند سے محبت ہے، بُلبل کو گل سے، وہ خدا جس نے سب کو حُسن و جمال عطا فرمایا ہے خود اُس میں جتنا حُسن و جمال ہے کسی چیز میں نہیں۔

☆ تیسرا سبب محبت کا ''احسان'' ہے ۔ اَلاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ[1] کیا اللہ تعالیٰ کے احسان کے برابر کسی کا احسان ہوسکتا ہے ؟ کیا اللہ جیسا محسن کوئی ہوسکتا ہے ؟ ماں باپ کو دیکھیے کہ اُن کا احسان اپنی اولاد پر جتنا ہوتا ہے کسی کا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اللہ کی صفتِ خالقیت کے مظہر ہیں ، اللہ تعالیٰ کا احسان ہر انسان بلکہ ہر مخلوق پر جس قدر ہے کسی کا بھی نہیں ، ہم کو ہمارے ماں باپ کو وجود سے نوازا ، دیکھنے چلنے پھرنے کی طاقت سب اُس نے دی ، خدا کا احسان ہر مخلوق پر جب سب سے زیادہ ہے تو چاہیے کہ اُس سے محبت بھی سب سے زیادہ اور اعلیٰ درجہ کی ہو، اُس جیسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو، انسان پر اللہ تعالیٰ کا احسان کتنا بڑا ہے کہ اُس کو پیدا کرنے سے پہلے زمین و آسمان اور اُس کی راحت کے تمام ساز و سامان پیدا کردیے ﴿خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ

---

[1] انسان احسان کا بندہ ہے۔

فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ﴾ ۱؎ یعنی انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی اُس پر احسانات کی بارش فرمائی، پیدا کرنے کے بعد اِس قدر احسانات کیے کہ اُن کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں ﴿ وَاٰتٰکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ﴾ ۲؎ تمام چیزوں کو تمہارے لیے پیدا کیا ﴿خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ﴾ اور صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ سب چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ﴿ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰت وَمَا فِی الْاَرْضِ واَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً ﴾ ۳؎ یہ سب کے سب تمہاری اطاعت کرتے ہیں تمہاری خدمات میں لگے ہوئے ہیں بیگار میں، کوئی تم سے اپنی خدمات کی مزدوری طلب نہیں کرتا، بغیر اُجرت کے شب و روز تمہاری خدمات میں ہر ایک مخلوق لگی ہوئی ہے چاہے آسمان میں ہو یا زمین میں یہاں تک کہ فرشتے تمہاری خدمات کرتے ہیں، فرشتوں میں اعلیٰ درجے کے مقرب فرشتے حاملین عرش بھی تمہارے لیے مسخر ہیں اور شب و روز دعا گوئی کرتے ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ o رَبَّنَا وَاَدْخِلْھُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِیْ وَعَدْتَّھُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَائِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَ ذُرِّیّٰتِھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o وَقِھِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَہٗ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾ ۴؎

۱؎ تمہارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب پھر وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف پس درست کرائے سات آسمان۔ ۲؎ تم کو عطا کیا جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو پوری شمار نہیں کر سکتے۔ ۳؎ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے مسخر کیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔ ۴؎ جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اُس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے اِس طرح مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار آپ کی رحمت اور علم ہر چیز کو محیط ہے پس اُن کو بخش دے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور آپ کے راستے پر چلتے ہیں اور اُن کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے اور اے ہمارے پروردگار اُن کو داخل فرمائیے ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ فرشتے تمہارے لیے، تمہاری اولاد کے لیے، تمہاری بیویوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے عام فرشتوں کو تمہارے لیے مسخر اور تابعدار بنادیا وہ تمہاری خدمات کرتے ہیں تمہاری حفاظت کرتے ہیں، بادلوں کو چلانا، پہاڑوں کی حفاظت کرنا، دریاؤں کو چلانا یہ سب کام ان کے ذمے ہیں اور یہ ساری خدمات مفت بلامعاوضہ کرتے ہیں، تم سے اِس پر تنخواہ یا اُجرت اور مزدوری نہیں طلب کرتے، اللہ تعالیٰ کا احسان انسان پر بالخصوص مسلمانوں پر جس قدر ہے اُتنا کسی پر نہیں اس لیے اگر احسان کی وجہ سے محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ سے کی جانی چاہیے اور اُس جیسی محبت کسی سے نہ ہونی چاہیے۔

☆ چوتھا سبب محبت کا ''قرب'' ہے۔ قرابت داری کی وجہ سے بھی محبت کی جاتی ہے، بیٹا قریب ہے باپ کا بلکہ جزو ہے، بھائی جزو ہے باپ کا، ماں باپ اولاد وغیرہ کی محبت قرابت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اب دیکھو کہ خدا تمہارے کس قدر قریب ہے تم خود بھی اپنی ذات سے اس قدر قریب نہیں ہو ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ اگر قربت داری کے باعث محبت ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قریب ہے مختلف آیتیں اس پر شاہد ہیں کہ انسان کو خود اپنے سے اور کسی انسان سے اتنا قرب نہیں جتنا اللہ تعالیٰ سے ہے وہ تمہاری روح سے متصل ہے ﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾

میرے بھائیو ! محبت کے یہ چاروں سبب اللہ تعالیٰ میں بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں تو چاہیے کہ اللہ کی محبت بھی ہر چیز سے زائد ہو۔ خدائے پاک کی دو صفتیں ہیں : (۱) جلال (۲) جمال مالکِ نفع ونقصان ہونا صفتِ جلال کے ماتحت ہے اور محبوب ہونا جمال کی وجہ سے ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۲۲) جن کا آپ نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے ماں باپ اُن کی بیبیوں اور اُن کی اولاد میں جو جنت کے لائق ہوں (مومن ہوں) اُن کو داخل فرمادیجئے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں اور قیامت کے دن ہر قسم کی بری صورتِ حال سے اُن کو محفوظ رکھ بیشک جن کو اُس روز آپ بری حالتوں سے محفوظ رکھیں اُن پر آپ نے بہت مہربانی فرمائی اور جو بہت بڑی کامیابی ہے۔

جو عبادات محبت کی وجہ سے ہوتی ہیں اُن کا طریقہ الگ ہے اور جو مالکیت کی وجہ سے ہوتی ہیں اُن کا طریقہ الگ، مالکیت میں آداب وسنن کا لحاظ ضروری ہے، عقل سے سوچ بچار کر کے ہر کام کو کیا جائے، دو عبادتیں نماز اور زکوٰۃ صفتِ مالکیت کے ماتحت مقرر فرمائیں۔نماز میں مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ ہر جزو میں آداب کی ضرورت ہے اِس میں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی تو عتاب ہوگا اسی طرح محبوبیت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے طریقہ پر عمل کیا جائے ؎

موسیا آدابِ داناں دیگر اند
سوختہ جاں ور داناں دیگر اند [۱]

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بے خودی پیدا ہوجائے،اس راہ میں جتنی بے خودی ہوگی اُتنا ہی کمال ہوگا ؎

عشق چوں خام است باشد بستہ ناموس و ننگ
پختہ مغزانِ جنوں را کے حیا زنجیر پاست [۲]

محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل،نزاکت،آراستگی اور ہوش سے نکل جائے عشق جب پورا ہوگا کہ اپنے آپ کو پروانے کی طرح محبوب پر نثار کردے ؎

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیا موز
کاں سوختہ جاں شدو آواز نیامد [۳]

عشق میں جس قدر بے خودی پائی جائے اُسی قدر محمود ہے۔ ع

عاشقاں را مذہب و ملت جُدا است [۴]

---

[۱] اے موسیٰ ! داناؤں کے آداب اور طرح کے ہیں، داناؤں میں دل جلے لوگ بھی اور طرح کے ہوتے ہیں۔
[۲] کچا عشق عزت وشرم میں بند ہوتا ہے، جنون میں پختہ لوگوں کے لیے شرم پاؤں کی زنجیر کب ہوسکتی ہے ؟
[۳] اے سحری پرندے (اذان دینے والا مرغ) عشق پروانے سے سیکھ کہ جل کر جان دے دیتا ہے اور آواز نہیں نکالتا۔ [۴] عاشقوں کا ملت ومذہب اور طرح کا ہوتا ہے۔

جب پیت بھئی تب لاج کہاں سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے
دُکھ درد پڑے تو کیا چنتا اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اُس کے اندر ایسا عشق ہونا چاہیے جو نہ بُلبل میں ہو نہ پروانے میں اور نہ کسی کو ایسا عشق نصیب ہو۔

میرے بزرگو ! روزہ اور حج یہ دو عبادتیں صفتِ ''محبوبیت'' کی بناء پر مقرر کی گئیں نماز وزکوۃ صفتِ ''مالکیت'' کی بناء پر۔

اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے پھر دوسروں سے بھی محبت رکھتا ہے تو اُسے جھوٹا کہتے ہیں، محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضا ہے ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے۔

پہلی منزل محبت کی ہے کہ محبوب کے سوا سب سے منہ پھیر لو، روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ عام لوگوں کے لیے ہے مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ ذاتِ مقدسہ کے سوا سب کو چھوڑ دیں غیر اللہ کو سامنے بھی نہ لائیں، یہ عشق کی پہلی منزل ہے۔

رمضان گزرا شوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی، دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے دار و دیار کی طرف توجہ کی جائے، جہاں اُس کا کوچہ ہے، جہاں اُس نے دوسروں کو نوازا ہے وہاں جایا جائے اُس کے درودیوار کے پاس پہنچا جائے اور جمالِ محبوب کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، اُس کے گھر کے اِردگرد دیوانہ وار پھرا جائے اُس کے درودیوار سے چمٹ کر اُس کے سنگِ در کو بوسہ دیا جائے ؎

اَمُرُّ عَلَی الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰی اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارِ وَ ذَا الْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ نَزَلَ الدِّيَارَا

مجنوں کہتا ہے کہ میں دیارِ حبیب میں جب پہنچتا ہوں تو اُس کے درو دیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور مجھ کو (اس گھر کی) ان درو دیوار نے مجنوں نہیں بنایا بلکہ گھر والے نے مجنوں بنایا ہے، جس قدر دیارِ محبوب سے قریب تر ہوتے جاؤ آتشِ شوق بھڑکتی جائے۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ عشق تیز تر گردد [1]

عاشق کو کہاں زیبا ہے کہ عشق ہو اور لوگوں سے لڑے جھگڑے، اُس پر شہوت کا غلبہ ہو اور معشوق کی نافرمانی کا صدور ہو ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ عاشق ہمیشہ سرنگوں رہتا ہے عشق کا تقاضا ہے کہ کسی امر میں کسی سے لڑائی جھگڑا نہ ہو، اگر سچا عشق اور سچی محبت لے کر نکلے تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ جاؤ۔

میرے بھائیو ! اللہ پاک کے گھر کی طرف جا رہے ہو اِس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی، ہمیشہ لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو اور یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے وہ تمہارے ہر حال کو دیکھتا ہے اُسی کا نام لیتے ہوئے

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ ، لَا شَرِيْكَ لَكَ.

کہتے ہوئے چلو یہ آواز بلند کرتے ہوئے اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے تواضع وسکون کے ساتھ چلو، جس قدر ممکن ہو صبح وشام دوپہر چڑھتے ہوئے اُترتے ہوئے، ہر حال میں لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پڑھتے رہو۔ لَا شَرِيْكَ لَكَ بار بار کہا جاتا ہے سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔

سلے ہوئے کپڑے اُتار دو، خوشبو بھی ترک کر دو، دو کپڑے بغیر سلے ہوئے پہن لو، سر کو ننگا رکھو، جوتا پہنو مگر پیر کے اُوپر کی ہڈی اُبھری ہوئی چھپنے نہ پائے، سرمہ نہ لگاؤ، خوشبو نہ لگاؤ، بالوں کو نہ سنوارو، نہانا ضرورتِ شرعیہ سے جائز ہے، خوشبو لگانا، بالوں کو اُکھیڑنا، سنوارنا جائز نہیں، شکار مت کرو، غرض کہ

---

[1] وصل کا وعدہ جونہی نزدیک ہوتا ہے عشق کی آگ تیز تر ہو جاتی ہے۔

دیوانوں کی صورت بناؤ، یہ چیزیں تو اُس کے لیے ہیں جو ہوش وحواس میں ہو عشاق کو اِتنا ہوش کہاں ۔

نو بہار است جنوں چاکِ گریباں مددے
آتش اُفتاد بجاں جنبشِ داماں مددے ۱؎

ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک
اس کو سِیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

*

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

جس قدر مکہ معظّمہ سے قریب تر ہوتے جاؤ دیوانگی اور جنوں کے آثار بڑھتے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ مکہ معظّمہ اور خانہ کعبہ میں آثارِ صفتِ جلالیہ ظاہر ہیں، ہم کورے ان بزرگوں کی اطاعت اور پیروی میں جو یہ آثار دیکھتے ہیں اللہ کے گھر کے گرد سات چکر لگاتے ہیں، صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔ بہر حال یہ عبادت مظہرِ عشق ہے اور اللہ تعالیٰ محبوب، اس کے اندر اسبابِ محبت باتم الوجوہ پائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی حقیقۃً محبوب ہیں۔ یہ حج اسی لیے فرض کیا گیا ہے کہ اُسی محبوب حقیقی کے پروانے بنو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا، عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا ہے تو اُس کو غصہ آتا ہے اور وہ ناصح کو پتھر مارتا ہے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جان کی قربانی دینے جارہے تھے تو راستہ میں تین جگہ ناصح (بن کر) شیطان نے سمجھایا، باپ کے ساتھ کہاں جارہے ہو ؟ اُنہوں نے پتھر مارے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت کے مینڈھے کو ذبح کرادیا یہ اب شریعت ہے کہ مینڈھے اور دُنبے کو ذبح کرنا گویا بیٹے کو

۱؎ جنون پہ نئی بہار آئی ہے اے چاکِ گریباں میری مدد کر، جان میں آگ لگ گئی ہے اے دامان کی حرکت میری مدد کر۔

ذبح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز اور انکسار اختیار کرو، جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار ﷺ پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہدیہ کیجیے اس راہِ عشق کے سردار آنحضرت ﷺ ہیں اس لیے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وكَ فَاسْتَغْفَرُ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ (سُورة النساء : ٦٤)

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ تمام اُمت کے لیے بلکہ تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو یا رسول اللہ ہم حاضر ہوئے ہیں ہمارے لیے حج کی قبولیت کی دعا فرمائیے شفاعت فرمائیے پھر جنابِ باری سبحانہ' کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلہ سے اللہ پاک حج کی اِس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے۔

میرے بھائیو ! ایامِ حج میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوفِ عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے ایسا وقت نہیں ملے گا، میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بے وقوفی کی وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت اور کھانے پینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ دیکھو بیوقوفی مت کرو، اس وقت کو بیکار مشغلوں میں ضائع نہ کرو، اللہ اللہ کرو، تسبیح پڑھو، تلاوت کرو، درود پڑھو، دعا کرو، جبلِ رحمت کے پاس جانا ضروری نہیں، میدانِ عرفہ میں جہاں چاہو توبہ واستغفار کرو، بہت سے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت اور سیرت سے بیزار ہیں ڈاڑھی منڈواتے ہیں حضور ﷺ نے حکم دیا ہے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ '' ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی پکڑ کر کٹاتے تھے، ایک مٹھی سے کم کو کتروانہ صورت و سیرتِ محمدیہ سے نفرت کرنا ہے۔ دیکھو سکھ ایک بال پر قینچی نہیں لگاتے، شرم سے مرجانا چاہیے کہ مسلمان کو ایسا بڑا رسول ملا کہ کسی قوم کو نہیں ملا اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے رسول کی صورت اور سیرت سے بیزاری کا اظہار کرے، میرے بھائیو ! اس سے بچو آقائے نامدار محمد ﷺ کی صورت وسیرت کے عاشق بنو ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾[۱] محمد ﷺ جو محبوب ہیں اللہ کے، اگر اُن کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا تم محبوب بن جاؤ گے ﴿یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔ تمہارا بیٹا تم کو بہت محبوب ہے اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے سامنے آجائے تو بے اختیار تم کو اُس سے محبت ہو جاتی ہے جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں اُن کی صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو صورت اور سیرت کی تابعداری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔

اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو، توبہ کرو، اُس سے مایوس نہ ہو، جب تک موت نظر نہ آئے توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا، آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں حتی الامکان کوشش کرو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے جیسا کہ اُس سے مایوس نہ ہونا چاہیے اسی طرح بے باک بھی نہ بنو اُس سے ہر وقت ڈرتے رہو چلتے پھرتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہر وقت اُس کا ذکر کرتے رہو، اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے وقت آخری سانس تک ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے بعد جب اُٹھو گے اور قیامت ہوگی تو آقائے نامدار ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ دُعا کرو کہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو اور آقائے نامدار محمد ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ماہنامہ انوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اندرون رسالہ نصف صفحہ	500

[۱] سورہ الِ عمران آیت ۳۱

قسط : ۸

تبلیغ دین

﴿ حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہورہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

اعمالِ ظاہری کے دس اُصول

(۸) آٹھویں اصل... مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور اُن کے ساتھ نیک برتاؤ کا بیان :

(الف) تمام مخلوق کے ساتھ حسنِ معاشرت :

تمام مخلوق عمر کی کشتی پر سوار ہو کر دنیا کا سفر ختم کر رہی ہے اور دنیا ایک مسافر خانہ ہے اس لیے آخرت کے مسافروں یعنی مسلمانوں کا اپنی سرائے کے ہم جنس مسافروں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا بھی دین کا ایک رکن ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ انسان کی تین حالتیں ہوتی ہیں کیونکہ یا تو مجرد اور تن تنہا ہوگا اور یا اہل وعیال اور دوست واحباب وغیرہ سے تعلقات رکھتا ہوگا اور یا بین بین (بیچ بیچ) حالت ہوگی کہ تعلق تو ہوگا مگر صرف اقربا اور رشتہ داروں یا پڑوسیوں سے ہوگا عام مخلوق سے نہ ہوگا پس تینوں حالتوں کے حقوق اور حسنِ سلوک سے تم کو واقف ہونا چاہیے جن کو ہم جدا جدا بیان کرتے ہیں۔

تجرد کی حالت :

پہلی حالت میں چونکہ آدمی کو صرف اپنی ذات سے تعلق ہے اس لیے اپنے نفس کی اصلاح اور اُس خدائی لشکر کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں جو اِس عالمِ اصغر (چھوٹا سا جہان) یعنی انسان میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں اور چونکہ اس جگہ ہمیں اختصار مقصود ہے اس لیے جسم انسان میں خدائی لشکر کے صرف سرداروں کا تذکرہ کرتے ہیں اور متنبہ (ہوشیار) کیے دیتے ہیں کہ ہر مجرد وتنہا مسلمان کو بھی ان کی حفاظت اور نگہداشت ضروری ہے۔

بحالتِ تجرد اپنی ذات کے متعلق حقوق :

جان لو کہ تمہارے اندر ایک خواہش پیدا کی گئی ہے جس کی وجہ سے تم ہر مفید اور پسندیدہ مرغوب شے کو حاصل کرنے کی سعی کرتے ہو اور ایک غصہ پیدا کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے تم ہر مضر اور مکروہ چیز کو دفع کرنے کی کوشش کرتے ہو اور تیسری چیز عقل پیدا کی گئی ہے اِس سے تم اپنے معاملات کا انجام سوچتے اور اپنی رعیت کی حفاظت کرتے ہو، پس غصہ کو کتا سمجھو اور خواہش کو گھوڑا اور عقل کو بادشاہ، اس کے بعد معلوم کرو کہ یہ تینوں قوتیں تمہاری ماتحت بنائی گئی ہیں کہ اِن میں عدل وانصاف کرنا اور اس قدرتی سپاہ سے مدد لے کر ابدی ہمیشہ کی سعادت حاصل کرنا تمہارا فرض ہے پس اگر تم کتے کو مہذب اور گھوڑے کو شائستہ کر کے بادشاہ عقل کا مطیع وفرماں بردار بنائے رکھو گے اور عدل کا حق ادا کرو گے تو ضرور مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔

تہذیبِ نفس اور اُس پر ظلم یا انصاف کی حقیقت :

اگر محکوم کو حاکم کی مسند پر بٹھا دیا اور حاکم بادشاہ کو تابعدار غلام بنا دو گے تو انصاف کھو بیٹھو گے

اور ظالم کہلاؤ گے کیونکہ کسی شے کا بے محل رکھنا ہی تو ظلم کہلاتا ہے لہٰذا جب خواہش نفسانی کوئی چیز حاصل کرنا چاہے یا غصہ کسی شے کو دفع کرنا چاہے تو عقل سے سوچا کرو کہ اِس کا انجام کیا ہے ؟ اگر انجام اچھا ہو تو عقل کو چاہیے کہ اُس کام کے کرنے کی ان کو اجازت دیدے اور اگر انجام برا دیکھے تو ہر گز اجازت نہ دے بلکہ اپنے ماتحت غلاموں سے اس کو پکڑوائے مثلاً نفس اگر بے جا خواہش کرتا ہے تو غصہ کو اِس پر حملہ کرنے کا حکم دے کہ وہ اس بدخواہ نادان خادم کو پابہ زنجیر کردے اور اگر غصہ بھڑکنا اور بے راہ چلنا چاہے تو شہوت کا اُس پر حملہ کرادے کہ وہ اِس کو ٹھنڈا کردے اور اس کا خیال پورا نہ ہونے دے اور اگر تم نے اپنی عقل سے دریافت ہی نہیں کیا یا دریافت کیا مگر اُس کے حکم کی سماعت واطاعت (سن لینا اور فرماں برداری کرنا) نہ کی بلکہ اس کو خادم وتابعدار غلام بنالیا کہ شہوت وغصہ کو جو کچھ کرنا چاہیں عقل ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کا منشا پورا کرنے میں حیلے اور تدبیریں سوچے تو گویا تم نے قدرتی سپاہ میں ادل بدل کر دیا اور جن میں عدل و انصاف رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا اُن میں ظالمانہ کارروائی کی پس قیامت کے دن جب تمام اعراض[۱] کو اَجسام عطا کیے جائیں گے اور شہوتِ نفسانی کو گھوڑے کی اور غصہ کو کتے کی صورت مرحمت ہوگی اور عقل شاہانہ لباس پائے گی تو اُس وقت یہ راز کھل جائے گا اور تم کہو گے ہائے افسوس ہم نے کیسا ظلم کیا کہ بادشاہ کو کتے اور گھوڑے کے سامنے سربسجود رکھا، کاش شکاری مرد کی طرح اِس کتے اور گھوڑے کو بوقتِ ضرورت کام میں لاتے کہ بے موقع نہ اِن کو بھگاتے اور نہ خلافِ عقل ان سے کوئی کام لیتے اور نہ عقل کی ماتحتی سے ان کو باہر نکالتے بلکہ ان کو عقل کا ایسا تابعدار بنائے رکھتے کہ جہاں وہ چاہتی وہاں ان سے کام لیتی ورنہ بیکار اپنی جگہ پر پڑے رہتے گویا ہیں ہی نہیں۔

مخلوق کے حقوق کی نگہداشت اور اُس کا علاج :

دوسری حالت یعنی جب تم کو عام مخلوق سے تعلق ہو تو اُس وقت اِس کا ضرور لحاظ رکھو کہ مخلوق کو تم سے کسی قسم کی ایذا نہ پہنچے، رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور

[۱] وہ چیزیں جو کسی کے تابع ہو کر موجود ہوتی ہیں خود بخود نہیں مثلاً رنگ و رُوپ اعمال غصہ اور حلم وغیرہ۔

زبان سے اللہ کی مخلوق محفوظ رہے'' اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ مخلوق کو نفع پہنچاؤ اور اِس سے بھی اعلیٰ درجہ صدیقین کا ہے کہ جن سے ایذا اُٹھاؤ اُن کے ساتھ سلوک اور احسان کرو کیونکہ رسولِ مقبول ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیحت فرمائی تھی کہ ''اے علیؓ ! اگر صدیقین کا درجہ حاصل کرنا چاہو تو جو تم سے قطع تعلق کرنا چاہے تم اُس سے تعلق رکھو اور جو تم پر ظلم کرے تم اُس کے ساتھ سلوک کرو۔''

مخلوق کے حقوق قائم رکھنے میں درج ذیل بیس باتوں کا لحاظ رکھو جن کی تفصیل یہ ہے :

(۱) جو کچھ اپنے لیے بہتر سمجھو وہی دوسروں کے لیے بہتر سمجھو کیونکہ حدیث میں ایسے شخص کے لیے بشرطیکہ اُس کا خاتمہ بالخیر ہو جائے جہنم سے محفوظ رہنے کی بشارت آئی ہے۔

(۲) ہر کسی کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں کرتا پس اگر کوئی دوسرا شخص تمہارے ساتھ تکبر سے پیش آئے تو اُس کو برداشت کر جاؤ، دیکھو اللہ تعالیٰ نصیحت فرماتا ہے کہ ''عفو کی خصلت اختیار کرو، بھلائی کی ترغیب دو اور جاہلوں سے پہلوتہی کرو۔''

(۳) بڑوں کی تعظیم کرو اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھو۔ رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو نوجوان کسی بوڑھے کی تعظیم اُس کے بڑھاپے کی وجہ سے کرے گا تو اُس جوان کے بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اُس کی تعظیم کرنے والا شخص پیدا فرمائے گا۔'' اس حدیث میں اشارتاً درازی عمر کی بھی بشارت آگئی ہے کہ اِس کو بوڑھا ہونا نصیب ہوگا۔

(۴) ہر شخص کے ساتھ خندہ پیشانی ہنس مکھ سے پیش آؤ کیونکہ رسولِ مقبول ﷺ ایسے شخص کو دوزخ سے بچنے اور اللہ کے محبوب ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔

(۵) دو مسلمانوں میں رنجش ہو جائے تو صلح کرادو۔ شریعت میں ایسے موقع پر تالیفِ قلوب کی وجہ سے بضرورت جھوٹ بولنے تک کی اجازت آئی ہے اور شرعاً اس کا درجہ نفل نماز اور روزہ سے بھی افضل ہے۔

(۶) جو لوگ ایک کی دوسرے سے چغلی کھاتے ہیں یا اِدھر کی اُدھر لگا کر مسلمانوں میں باہم رنجش پیدا کرتے ہیں اُن کی بات ہرگز نہ سنو کیونکہ وہ اپنا دین برباد اور جہنم میں جانے کا سامان کر رہے ہیں۔

(۷) تمہاری کسی سے اگر رنجش ہو تو تین دن سے زیادہ علیحدگی مت رکھو کیونکہ اگر تم مسلمان کی خطا سے درگزر کرو گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے۔

(۸) سلوک اور احسان کرتے وقت اہل اور نا اہل مت دیکھا کرو کیونکہ اگر کوئی نا اہل بھی ہو تو تم اُس کے ساتھ کیوں نا اہل بنتے ہو، سلوک کے لیے تو تمہارا اہل ہونا کافی ہے۔

(۹) لوگوں سے اُن کی حالت کے موافق برتاؤ کیا کرو، یعنی جاہل میں اُس کمال اور تقوی کو مت ڈھونڈو جو علماء میں ہوا کرتا ہے اور عوام کی طبیعتوں میں خواص کی سی سمجھ اور سلیقہ کی توقع مت رکھو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی وہ طریق بتلا دے جس سے مخلوق بھی مجھ سے محبت کرے اور آپ بھی راضی رہیں تو حکم ہوا کہ اے داؤد ! دنیا داروں سے ان کی حالت کے موافق برتاؤ کرو اور دینداروں سے ان کے حال کے مطابق۔

(۱۰) برتاؤ کے وقت لوگوں کے مرتبوں کا بھی لحاظ رکھو یعنی اگر کوئی دنیادار باعزت آدمی تمہارے پاس آجائے تو اُس کی عظمت کرو، دیکھو رسول مقبول ﷺ نے بعض دنیا دار (یہ جریر ابن عبداللہ تھے) ذی عزت کے لیے چادر مبارک بچھادی اور یوں فرمایا ہے کہ جب کسی قوم کا کوئی بڑا شخص تمہارے پاس آیا کرے تو اُس کی عزت کیا کرو۔

(۱۱) مسلمانوں کے عیب ہرگز ظاہر نہ کرو کیونکہ پردہ پوشی کرنے والے جنت میں جائیں گے غیبت بھی نہ کرو اور کسی کے عیب کی ٹوہ میں بھی نہ رہو، یاد رکھو کہ اگر آج تم کسی مسلمان کی عیب جوئی کرو گے تو کل کو اللہ تعالیٰ تمہارا عیب ظاہر فرما کر رُسوا کردے گا اور جس کو وہ رُسوا کرے پھر اُس کو اَمان کہاں ؟

(۱۲) تہمت کی جگہ سے بھی بچو ورنہ لوگ بدگمان ہوں گے اور تمہاری غیبت کیا کریں گے اور چونکہ ان کی غیبت میں مبتلا ہونے کا سبب تم بنے ہو کہ نہ تہمت کے موقع پر تم جاتے اور نہ اُن کو غیبت کا موقع ملتا لہٰذا گناہ تم پر بھی ہوگا اس لیے کہ گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے۔ رسولِ مقبول ﷺ ایک مرتبہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ دروازہ مکان پر کھڑے ہوئے کچھ باتیں کر رہے تھے

کسی شخص کا اس جانب گزر ہوا چونکہ موقع تہمت کا تھا اس لیے آنحضرت ﷺ نے فوراً آواز دے کر اُس شخص سے فرمایا اے شخص جس عورت سے میں باتیں کررہا ہوں یہ میری بیوی صفیہ ہے، اُس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ توبہ ہے کہیں آپ کی جانب بدگمانی ہوسکتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا تعجب ہی کیا ہے شیطان تو بنی آدم کی رگ رگ میں سرایت کیے ہوئے ہے یعنی شاید تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا کرتا اور وہ تمہاری بربادی کا سبب بنتا اس لیے مجھے اطلاع دینی ضروری ہوئی۔

(۱۳) مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوشش کیا کرو حدیث میں آیا کہ رسولِ مقبول ﷺ اکثر کسی کو کچھ دینے دلانے میں تاخیر کرتے اور یوں فرماتے تھے کہ میں صرف اس وجہ سے جلدی حکم نہیں دیتا کہ تم کو سفارش کرنے کا موقع مل جائے اور تم زبان سے کلمۃ الخیر نکال کر ثواب حاصل کرلو۔ مسلمانوں کی حاجت روائی میں سعی کرنا بہرحال نافع ہے خواہ تمہاری کوشش سے اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو، حدیث میں اس سعی کا اجروثواب سال بھر کے اعتکاف سے زیادہ آتا ہے۔

(۱۴) ہر مسلمان سے سلام وعلیک اور مصافحہ میں پیش قدمی کیا کرو، حدیث میں آیا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمتِ خداوندی کے ستر حصوں سے اُنہتر حصے تو اُس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتدا کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو۔

(۱۵) مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں بھی اُس کی مدد کرو یعنی اُس کی آبرو یا مال پر اگر دھبہ یا نقصان آئے تو اُس کو مٹادو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جہاں کسی مسلمان کی آبروریزی ہورہی ہو تو جو مسلمان ایسے وقت میں اُس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی ضرورت کے وقت اُس کی مدد فرمائے گا اور جو مسلمان اس کی کچھ پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اعانت کے موقع پر اُس کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔

(۱۶) شریر لوگوں سے بھی اس نیت سے مدارات کرلیا کرو کہ اِس طرح ان کے شر سے محفوظ رہو گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا ''اچھا آنے دو برا شخص ہے'' جب وہ اندر آگیا تو

حضور ﷺ نے ایسی نرمی و ملاطفت کے ساتھ اس سے باتیں کیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضور ﷺ اس کی بڑی قدر کرتے ہیں جب وہ چلا گیا تو میں نے حضور ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تب آپ نے فرمایا کہ بدتر شخص قیامت کے دن وہ ہے جس کی بدی سے بچنے کے لیے لوگ اس کو چھوڑ دیں نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس طریقہ سے بھی انسان اپنی آبرو بچائے وہ صدقہ میں شمار ہے رسولِ مقبول ﷺ کی نصیحت ہے کہ لوگوں سے اُن کے اعمال کے موافق میل جول رکھو البتہ بدکاروں کو دل میں جگہ نہ دو۔

(۱۷) زیادہ تر مسکینوں کے پاس اُٹھو بیٹھو اور اُمرا کی صحبت سے پرہیز کرو، رسولِ مقبول ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ بارالٰہا میری موت و حیات مسکنت ہی کی حالت میں رکھیو اور مسکینوں ہی کی جماعت میں میرا حشر فرمائیو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اِس جاہ و اقتدار کے جب کبھی مسجد میں کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اُس کے پاس بیٹھ جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مسکین اپنے ہم جنس مسکین کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یااللہ ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں ؟ تو حکم ہوا کہ شکستہ دل لوگوں کے پاس۔

(۱۸) حتی الامکان اُن ہی کے پاس بیٹھو جن کو دینی فائدہ پہنچا سکو یا جن سے دین کا کچھ نفع حاصل کر سکو اور غفلت والوں سے علیحدہ رہو کیونکہ رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ برے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک بخت ہم نشین بہتر ہے، یہ خیال کرو کہ اگر تم ایسے شخص کے پاس آتے جاتے رہو جو ہر دفعہ تمہارے کپڑے کا ایک تار یا داڑھی کا ایک بال نوچ لیا کرے تو ضرور تم کو اندیشہ ہوگا کہ اِس طرح تو عنقریب کپڑا ختم اور داڑھی ندارد ہو جائے گی اور تم اُس کے پاس آمد و رفت ترک کر دو گے پس اسی طرح جس کی صحبت میں حبہ برابر بھی دین کی کمی ہو تو اُس سے پرہیز کرو ورنہ تھوڑا تھوڑا ہو کر ایک دن سارا دین برباد ہو جائے گا۔

(۱۹) مسلمان بھائی اگر بیمار ہو تو اُس کی عیادت کیا کرو اور انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی گورستان میں اُن کی قبر پر ہو آیا کرو اور ان کے لیے ایصالِ ثواب اور استغفار و طلبِ رحمت کرتے رہا کرو۔

(۲۰) اگران کو چھینک آئے تو '' یَرْحَمُكَ اللّٰہ '' کہو اور اگر وہ تم سے کسی بات میں مشورہ کریں تو نیک صلاح دیا کرو۔

الحتصر جو اہتمام اپنے نفس کو نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا کر سکتے ہو وہی عام مسلمانوں کے لیے بھی ملحوظ رکھو۔

(ب) متعلقین اور اَقارب کے حقوق :

خاص متعلقین سے برتاؤ میں نسبی (جو نکاح سے ہوں) اور صہری رشتہ دار یعنی بیوی بچے ماں باپ اور ہمسایہ، غلام، نوکر چاکر سب متعلقین میں داخل ہیں، رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن کا مقدمہ پیش ہوگا وہ ہمسایہ ہوں گے لہٰذا پڑوس کے حقوق کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ہمسایہ کے پلے ہوئے کتے کے اگر ڈھیلا بھی مارو گے تو ہمسایہ کے ایذا رساں سمجھے جاؤ گے، ایک عورت نہایت پارساتھی مگر اُس کے پڑوسی اُس سے نالاں رہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوزخی فرمایا ہے۔

(ج) پڑوس کے حقوق :

ایک مرتبہ حضور مقبول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جانتے بھی ہو ہمسایہ کے کتنے حقوق ہیں ؟ اگر ہمسایہ مدد چاہے تو مدد کرو اور قرض مانگے تو قرض دو، اگر تنگ دست ہو جائے تو اچھا سلوک کرو، اگر بیمار پڑ جائے تو عیادت کرو اور انتقال کر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ، اگر اس کو کوئی خوشی حاصل ہو تو مبارکباد دو اور رنج پہنچے تو تسلی دو، اُس کی اجازت کے بغیر اپنا مکان اتنا اُونچا نہ بناؤ کہ اس کو خاطر خواہ ہوا نہ پہنچ سکے، اگر کوئی پھل خرید لاؤ تو اُس میں سے بقدرِ مناسب اس کو بھی دو اور اگر نہ دے سکو تو چپکے سے گھر میں لے آؤ تا کہ دیکھ کر اُس کو حرص نہ ہو اِس کے بعد مناسب ہے کہ تمہارا بچہ بھی پھل لیکر باہر نہ نکلے کیونکہ ہمسایہ کے بچہ کو حرص ہوگی تو اس کو رنج ہوگا، اس طرح اگر ہانڈی چڑھے تو ایک چمچہ پڑوسی کو بھی پہنچاؤ، جانتے ہو کہ پڑوسی کا حق کس قدر ہے پس یہ سمجھ لو کہ پڑوسی کے حقوق وہی پورے کرسکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔

(د) قرابت داری کے حقوق :

قرابت داری کے بھی حقوق کا لحاظ رکھو کیونکہ ''رحم'' جس کے معنی قرابت کے ہیں ''رحمٰن'' سے مطابقت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص رحم سے میل رکھے گا میں اُس سے میل رکھوں گا اور جو اس سے قطع تعلق کرے گا میں اُس سے قطع تعلق کروں گا۔ صلہ رحمی (رشتہ داری باقی رکھنا) کرنیوالے کی عمر میں برکت ہوتی ہے جنت کی خوشبو جو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے وہ قاطع رحم (رشتہ داری کو قطع کرنے والا) کو ہرگز نہ آئے گی۔ رسولِ مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت کرنا نماز، روزہ، حج وعمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہے اور ماں کا حق باپ کی بہ نسبت دو چند ہے، حدیث میں حکم ہے کہ جو کچھ دینا ہو ساری اولاد کو مساوی دیا کرو (یعنی زندگی میں) مرنے کے بعد باقاعدہ وراثت۔

(ہ) خادم کے حقوق :

غلاموں کے بارے میں رسولِ مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ان کے متعلق اللہ سے ڈرو اور جو کچھ خود کھاؤ اِن کو بھی کھلاؤ اور جو تم پہنو وہی اِن کو بھی پہناؤ، تحمل سے زیادہ اِن سے کام نہ لو اور یہ سمجھو کہ صاحبِ قدرت خدا نے اِن کو تمہارا غلام بنادیا ہے اگر وہ چاہتا تو تم کو اِن کا غلام بنادیتا، جب کھانا لاکر تمہارے سامنے رکھے تو چونکہ آگ کی تپش اور دھوئیں کی کلونس اسی نے برداشت کی اور تمہیں ان تکلیفوں سے بچایا ہے اس لیے اس کی دلداری کرو اور اس کو شفقت کے ساتھ اپنے پاس بیٹھا کر کھلاؤ یا کم سے کم ایک لقمہ اُس کے ہاتھ پر رکھ دو اور پیار کے لہجے میں کہو کہ کھالو، ایسا کرنے سے اس کا دل خوش ہو جائے گا اور تمہاری عزت میں فرق نہ آئے گا، اگر وہ کوئی خطا کر بیٹھے تو درگزر کرو اُس کو غرور اور حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔

(و) بی بی کے حقوق :

بی بی کے حقوق چونکہ غلام سے کئی حصے زیادہ ہیں لہٰذا بی بی کی تمام ضرورتوں کو پورا کرو اور حسن معاشرت وخوش کلامی سے برتاؤ کرو کیونکہ بیبیوں کے ساتھ نیک برتاؤ رکھنے والوں کے بڑے

درجے ہیں، دیکھو مقتدائے اُمت جناب رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ کیسی خوش طبعی اور دلجوئی اور محبت و نرمی کا برتاؤ فرماتے تھے، حدیثوں میں حسن معاشرت کی بڑی تاکید آئی ہے۔

دینی دوست بنانے کی فضیلت اور حُب فی اللہ کے درجے :

ان ہی اصولوں میں سے ایک اصل یہ بھی ہے کہ اپنے لیے کچھ دینی دوست تجویز کرلو جن سے محض اللہ ہی کے واسطے محبت ہو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آواز دے گا ''کہاں ہیں وہ جو خاص میرے واسطے باہم محبت رکھتے تھے، آج جبکہ میرے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہیں ہے میں ان کو اپنے سایہ میں لے لوں گا۔'' حدیث میں آیا ہے کہ عرش کے گرد نور کے ممبر ہیں جن پر ایک جماعت بیٹھے گی جن کے لباس اور چہرے سرتاپا نور ہوں گے اور وہ لوگ نہ نبی ہیں نہ شہید مگر انبیا و شہدا اُن کی حالت پر رشک [1] کریں گے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مخلص بندے جو باہم اللہ کے واسطے محبت کرتے اور اللہ کے واسطے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے اُٹھتے اور آتے جاتے ہیں۔

یاد رکھو کہ ایمان کے بعد اللہ کے واسطے محبت کا مرتبہ ہے اس میں دو درجے ہیں :

(۱) حُب فی اللہ :

پہلا درجہ یہ ہے کہ تم کسی شخص سے اِس بنا پر محبت کرتے ہو کہ دنیا میں تم کو اس کے ذریعہ سے ایسی چیز حاصل ہے جو آخرت میں مفید ہے مثلاً شاگرد کو اپنے اُستاد کے ساتھ علم دین حاصل کرنے کی وجہ سے محبت ہے اور مرید کو اپنے مرشد سے راہِ طریقت معلوم کرنے کے سبب محبت ہے بلکہ اُستاد کو اپنے شاگرد کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے وہ بھی اِس بنا پر ہوتی ہے کہ دین کا سلسلہ اِس کی وجہ سے مدتوں تک میری طرف منسوب ہو کر جاری رہے گا اور مجھ کو آخرت میں صدقہ جاریہ کا اَجر ملے گا اس طرح

---

[1] رشک کبھی بڑے کو چھوٹے پر بھی ہوتا ہے جیسے حاکم اعلیٰ کے معائنہ تحصیل کے وقت چپڑاسی کی بے فکری اور اپنی ذمہ داری دیکھ کر تحصیلدار کو اُس پر رشک ہوتا ہے اسی طرح حضراتِ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمت کی فکر میں مشغول ہوں گے اور یہ لوگ ان سے چھوٹے درجہ میں ہونے کی وجہ سے اِن فکروں سے آزاد ہوں گے۔

اپنے خادم اور محسن کے ساتھ اسی نیت سے محبت ہوتی ہے کہ ان کی خدمت اور احسان کی وجہ سے فارغ البالی حاصل ہوتی ہے اور اطمینان کے ساتھ عبادت وطاعت کا وقت نصیب ہوتا ہے پس یہ سب اللہ ہی کے واسطے محبت ہے کیونکہ کوئی دنیاوی غرض اس محبت سے مقصود نہیں ہے مگر پھر بھی چونکہ خاص اللہ کی ذات مطلوب نہیں ہے اس لیے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کسی اللہ کے پیارے اور نیک بندے سے بغیر کسی دینی غرض کے صرف اِس وجہ سے محبت ہو کہ یہ شخص اپنے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے کیونکہ معشوق کے کوچہ کا کتا بھی دوسرے کتوں سے ممتاز ہوتا ہے پھر بھلا کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہو اور اس کے محبوب بندوں سے محبت نہ ہو، یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ یہ تعلق یہاں تک قوی ہو جاتا ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ اپنے نفس کا سا برتاؤ ہونے لگتا ہے بلکہ اپنے نفس پر بھی ان کو ترجیح ہوتی ہے پس جتنا بھی یہ علاقہ مضبوط ہوگا اُسی قدر کمال میں ترقی ہوگی۔

(۲) بغض فی اللہ :

ایسا ہی بغض کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندوں سے عداوت ہونی چاہیے جن کو یہ درجہ نصیب ہوتا ہے اُن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اللہ کے نافرمان بندوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور اُن سے بات کرنا تک چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی صورت نظر آتی ہے تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی ہے کہ ''خداوند کسی فاسق شخص کا مجھ پر احسان نہ کرائیو کہ اُس کے احسان کی وجہ سے میرے دل میں اُس کی محبت آ جائے۔''

''حب فی اللہ'' اور ''بغض فی اللہ'' اسی کا نام ہے اور جس مسلمان کو اپنے مولا سے اتنی محبت نہیں جس کا یہ اثر ہو کہ اللہ کے محبوب بندے اُس کے محبوب بن جائیں اور اللہ کے دشمنوں کو وہ اپنا دشمن سمجھے تو سمجھنا چاہیے کہ اُس شخص کے ایمان میں ضعف ہے اور اُس کو اپنے اللہ ہی کے ساتھ محبت نہیں ہے۔

(جاری ہے)

قسط : ۲

فضائلِ مسواک

افادات : حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب سہارنپوریؒ

ترتیب : حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مظاہری، انڈیا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان :

عَنْ طَاءُ وْسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی ﴿وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ﴾ قَالَ ابْتَلَاہُ بِطَھَارَۃٍ خَمْسٍ فِی الرَّأْسِ وَخَمْسٍ فِی الْجَسَدِ فَاَمَّا الَّتِیْ فِی الرَّأْسِ فَقَصُّ الشَّارِبِ وَالْمَضْمَضَۃُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاکُ وَفَرْقُ رَأْسٍ اَمَّا فِی الْجَسَدِ فَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَالْخِتَانُ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَۃِ وَالْاِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ. (رواہ الحاکم والبیہقی کذا فی النیل)

''حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ﴾ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا طہارت و پاکیزگی میں امتحان لیا چنانچہ پانچ طہارتیں سر میں اور پانچ علاوہ سر کے اور بدن میں مقرر فرمائی، سر کی طہارتیں یہ تھیں : مونچھیں کاٹنا، کلی کرنا، ناک میں پانی دینا، مسواک کرنا، سر میں (اگر بال ہوں) مانگ نکالنا اور بدن کی طہارتیں یہ تھیں : ناخن کاٹنا، ختنہ کرنا، بغل کے بال اُکھاڑنا، موئے زیرِ ناف مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا۔''

ف : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جن چیزوں کے ذریعے امتحان لیا گیا ہے اُن میں سے ایک مسواک بھی ہے، اس سے اس کی اہمیت اور فضیلت اور اس کا سنتِ ابراہیمی ہونا صاف طور پر ظاہر ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس امتحان میں پورے طور پر کامیابی حاصل کرنا اور مسواک یا دیگر اُمور کا ترک نہ کرنا اس کے تاکد کو اور بھی تقویت پہنچا رہا ہے۔

حضور ﷺ پر مسواک کی فرضیت :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّہٗ قَالَ ﷺ هٰذِهٖ لَكُمْ سُنَّةٌ وَعَلَيَّ فَرِيْضَةٌ اَلسِّوَاكُ وَالْوِتْرُ وَقِيَامُ اللَّيْلِ. وفی اسناد موسٰی ابن عبد الرحمن الضعافی وهو متروک.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیزیں یعنی مسواک ، وتر ، تہجد تمہارے لیے سنت ہیں اور میرے لیے فرض ہیں۔''

ف : معلوم ہوا کہ مسواک عام اُمت کے حق میں سنت ہے اور حضور اکرم ﷺ پر فرض ہے ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم کیا گیا تھا خواہ آپ باوضو ہوں یا بے وضو لیکن جب آپ کو اِس میں تکلیف ہوئی تو پھر نماز کے لیے مسواک کا حکم فرما دیا گیا یعنی ہر نماز کے لیے مسواک فرض کردی گئی۔

بیداری کے بعد مسواک :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرْقُدُ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ اِلَّا تَسَوَّكَ قَبْلَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ. (ابو داؤد شریف)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کبھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے۔''

ف : معلوم ہوا کہ سو کر اُٹھنے کے بعد بھی مسواک کرنی چاہیے کیونکہ سونے کی حالت میں پیٹ سے بخارات اور گندی ہوائیں منہ کی طرف چڑھ جاتی ہیں جس کی وجہ سے منہ میں بدبو اور ذائقہ میں تبدیلی ہوجاتی ہے۔

رات میں مسواک :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوْضَعُ بِهٖ وَضُوْءُهٗ وَسِوَاكُهٗ فَاِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلّٰى ثُمَّ اسْتَاكَ .(ابو داؤد شریف)

''حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رات کو آپ کے پاس وضو کا پانی اور مسواک رکھی جاتی تھی جب آپ اُٹھتے تو پہلے قضاء حاجت کرتے پھر مسواک فرماتے۔''

ف : اسی طرح حضرت حذیفہ ؓ سے مرفوعًا منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب سو کر اُٹھتے تو مسواک فرماتے تھے۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کے لیے تین سرخ برتن رکھتی تھی، ایک پانی کا برتن جو وضو وغیرہ کے لیے تھا دوسرا مسواک کے لیے اور تیسرا برتن پانی پینے کے لیے۔

غرض کہ اِن سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو مسواک کا بہت زیادہ اہتمام تھا اسی لیے آپ رات کو بھی مسواک استعمال فرماتے اور وضو کے پانی کے ہمراہ مسواک بھی باقاعدہ رکھی جاتی تاکہ بروقت نہ ملنے کی وجہ سے فوت نہ ہو۔

گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک :

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍّ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَیِّ شَیْیءٍ کَانَ یَبْدَأُ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ قَالَتْ بِسِوَاکٍ . (مسلم شریف)

''حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے تو فرمایا مسواک۔''

ف : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرنا چاہیے۔

تلاوتِ قرآنِ پاک کے لیے مسواک :

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اَفْوَاھَکُمْ طُرُقُ الْقُرْآنِ فَطَهِّرُوْهَا بِالسِّوَاکِ.
رواہ ابو نعیم مرفوعا وابن ماجه موقوفا.

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے فرماتے ہیں تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں اس لیے ان کو مسواک کے ذریعے خوب صاف کرو۔''

ف : مطلب یہ ہے کہ منہ سے چونکہ قرآنِ پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اس لیے اس کو مسواک سے صاف کرنا چاہیے خاص طور پر قرآنِ پاک تلاوت کرتے وقت کہ فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب مسواک کر کے نماز پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اُس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنا منہ اُس کے منہ میں رکھ دیتا ہے پس جو کلمہ اُس کے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتے کے منہ میں واقع ہو جاتا ہے اس لیے اپنے منہ کو قرآن کے لیے پاک کر لیا کرو۔

شرکتِ مجلس سے پہلے مسواک :

عَنِ الْعَامِرِیِّ کَانُوْا یَدْخُلُوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ تَدْخُلُوْنَ عَلَیَّ قِطْعًا اِسْتَاکُوْا . (رواہ البزار و رواہ الطبرانی والبغوی وابن حبان)

''حضرت عامری ؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں آتے تھے آپ نے فرمایا تم میرے پاس آتے ہو اور تمہارے دانت زرد ہوتے ہیں آنے سے پہلے مسواک کر لیا کرو۔''

ف : معلوم ہوا کہ جب کسی مجلس میں شریک ہونا ہو تو مسواک کر لینی چاہیے تاکہ منہ میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہو، بسا اوقات مسواک نہ کرنے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور دانتوں میں میل کچیل کی وجہ سے زردی آجاتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور گھن آتی ہے۔

موت سے پہلے مسواک :

عَنْ عَائِشَۃَ ؓ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰہِ عَلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تُوُفِّیَ بَیْتِیْ وَیَوْمِیْ وَبَیْنِ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاَنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقَہٗ عِنْدَ مَوْتِہٖ دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَبِیَدِہٖ سِوَاکٌ وَ اَنَا مُسْنِدَۃٌ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَرَاَیْتُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ فَقُلْتُ آخُذُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ وَقُلْتُ اُلَیِّنُہٗ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ .... وَبَیْنَ یَدَیْہِ فِی

الْمَاءِ فَیَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَهٗ وَیَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی حَتّٰی قُبِضَ .

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے لیے اللہ کے انعامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی وفات میرے گھر میں میری باری کے دن میری ہنسلی اور سینہ کے درمیان ہوئی اور یہ بھی اُس کا انعام ہے کہ آپ کے مبارک تھوک کو میرے تھوک کے ساتھ آپ کی وفات سے پہلے اکٹھا کر دیا اور وہ اس طرح کہ میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی، میں حضور ﷺ کو سہارا دے رہی تھی میں نے دیکھا کہ آپ اُن کی مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں، مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک پسند فرماتے ہیں اس لیے میں نے دریافت کیا کہ آپ کے لیے مسواک لوں، آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں، چنانچہ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ کو دی آپ نے استعمال کرنا چاہا لیکن مسواک سخت تھی اس لیے آپ استعمال نہ کر سکے، میں نے کہا کہ نرم کر دوں آپ نے سر کے اشارے سے فرمایا ہاں، چنانچہ میں نے (دانتوں سے چبا کر) نرم کر کے حضور ﷺ کو دی، آپ نے اس کو اپنے دانتوں پر پھیرنا شروع کیا، آپ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں پانی تھا آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور چہرۂ انور پر پھیر لیتے اور فرماتے لا اِلٰہ اِلا اللہ بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں پھر بطورِ دعا کے ہاتھ اُٹھائے اور کہنا شروع کیا اے اللہ ! مجھے رفیق اعلیٰ (انبیاء) میں شامل کر اور اسی طرح کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی گئی اور آپ کے دونوں ہاتھ نیچے گر پڑے۔''

ف : معلوم ہوا کہ مرنے سے پہلے مسواک کرنا، طہارت و نظافت حاصل کرنا مستحب ہے اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ جس شخص کو اپنی موت کا علم ہو جائے اُس کو موئے زیرِ ناف وغیرہ کا صاف

کرنا مستحب ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ہے کہ جب کفار نے آپ کے قتل کا اِرادہ کیا تو آپ نے اُسترہ لے کر بال وغیرہ صاف کیے، اس کا منشاء بھی یہی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مرنے کے بعد چونکہ حق تعالیٰ کی خدمت میں حاضری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نظافت اور پاکیزگی کو پسند فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اِنَّ اللّٰہَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَۃَ اس لیے مرنے سے پہلے مسواک اور جواُمور بھی صفائی کے ہیں اختیار کرنے چاہئیں۔

جمعہ کے دن مسواک :

عَنِ ابْنِ السَّبَاقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِیْ جُمُعَۃٍ مِّنَ الْجُمُعِ یٰمَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عِیْدًا لِلْمُسْلِمِیْنَ فَاغْتَسِلُوْا مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طِیْبٌ فَلَا یَضُرُّہٗ اَنْ یَّمُسَّ مِنْہُ وَعَلَیْکُمْ بِالسِّوَاکِ. (مؤطا امام محمد)

''حضرت ابن سباق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار جمعہ کے دن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لیے عید بنایا ہے اس لیے غسل بھی کرو اور اگر خوشبو ہو تو خوشبو بھی لگاؤ اور (جمعہ کے دن) تم پر مسواک کرنا ضروری ہے۔''

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاسْتَنَّ وَمَسَّ طِیْبًا اِنْ کَانَ عِنْدَہٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِیَابِہٖ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی یَأْتِیَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ تَخُطَّ رِقَابَ النَّاسَ ثُمَّ رَکَعَ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّرْکَعَ وَاَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ کَانَ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الَّتِیْ قَبْلَھَا.

''حضرت ابو ہریرہ رضی للہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور مسواک کی اور خوشبو لگائی اور عمدہ کپڑے پہنے پھر وہ مسجد میں آیا اور لوگوں کی گردنوں پر سے نہیں اُترا بلکہ نماز پڑھی اور امام کے آنے کے بعد خاموش رہا تو حق تعالیٰ شانہٗ اُس کے اُن تمام گناہوں کو جو اِس

پورے ہفتہ میں ہوئے تھے معاف فرما دیتے ہیں۔''

ف : پہلی حدیث میں جمعہ کے دن کے لیے تین اہم ادب ارشاد فرمائے ہیں: اوّل غسل کرنا، دوسرے خوشبو لگانا، تیسرے مسواک کرنا، اسی طرح دوسری حدیث میں بھی جمعہ کے آداب کا ذکر ہے اِس میں بھی مسواک کو بیان کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مسواک کرنا خاص طور پر باعثِ فضیلت ہے اس لیے اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

زاد المعاد میں لکھا ہے کہ جمعہ اور عیدین میں چونکہ خاص اجتماع ہوتا ہے اس لیے اور ایام کی نسبت ان دنوں میں خصوصیت سے مسواک کا اہتمام کرنا چاہیے نیز اس دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسواک کو گناہوں کی بخشش میں بھی دخل ہے۔

سفر اور اہتمامِ مسواک :

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ السِّوَاكَ وَالْقَارُوْرَةَ وَالْمِشْطَ وَالْمُكْحَلَةَ وَالْمِرْاٰةَ. رواه العقيلى و ابونعيم واعله ابن الجوزى.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ سفر فرماتے تو اپنے ساتھ مسواک، پیشاب دانی، کنگھا، سرمہ دانی اور آئینہ بھی ساتھ لے جاتے تھے۔''

ف : معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو مسواک کا بہت زیادہ اہتمام تھا اسی لیے آپ سفر میں بھی مسواک اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور باوجود سفر کی مشقتوں کے اس کو ترک نہ فرماتے بلکہ حضر کی طرح سفر میں بھی آپ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

مسواک کا ساتھ رکھنا :

عَنْ جَابِرٍ كَانَ السِّوَاكُ مِنْ اُذُنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَوْضِعَ الْقَلَمِ اُذُنَ الْكَاتِبِ. وفى اسناد يحيى بن اليمانى وقد تفردبه عن خالد الجهنى مرفوعًا لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قال ابو سلمة فرأيت زيدا يجلس فى المسجد وان السواك من اذنه موضع القلم من اذن الكاتب وكلما قام الى الصلوة استاك.

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مسواک کو اپنے کان میں اُس جگہ رکھے تھے جہاں پر کاتب قلم کو رکھتا ہے۔''

ف : مطلب یہ ہے کہ آپ ہر وقت مسواک اپنے ساتھ رکھتے تھے اور مقصود اِس کا یہ تھا کہ بھول نہ ہو، جب بھی ضرورت ہو مسواک کی جا سکے۔ عام طور پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی کانوں پر مسواک رکھنے کا معمول تھا چنانچہ ترمذی نے ابوسلمہؓ سے حضرت زیدؓ کا یہی معمول نقل کیا ہے اور بعض صحابہ عمامہ کے پیچ میں بھی مسواک رکھتے تھے جیسا کہ شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔

نماز میں زیادتی کا ثواب :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا صَلٰوۃٌ عَلٰی اَثَرِ سِوَاکٍ تَفَضَّلَ مِنْ خَمْسٍ وَسَبْعِیْنَ صَلَاۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ . (رواہ ابو نعیم)

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو نماز مسواک کرنے کے بعد پڑھی جائے وہ بغیر مسواک کے پچھتّر نمازوں سے بہتر ہے۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَاَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّیَ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ . رواہ ابونعیم فی کتاب السواک باسناد جید.

''حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک دو رکعت مسواک کر کے پڑھنا بغیر مسواک کی ستر رکعتوں سے زیادہ محبوب ہے۔''

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَکْعَتَانِ بِالسِّوَاکِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِغَیْرِ سِوَاکٍ . رواہ ابونعیم ایضًا باسناد حسن.

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دو رکعت مسواک کر کے پڑھنا بغیر مسواک کی ستر رکعتوں سے افضل ہے۔''

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَفَضَّلَ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ یُسْتَاکُ لَھَا عَلَی الصَّلٰوۃِ الَّتِیْ لَا یُسْتَاکُ لَھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. (مشکوۃ و الترغیب والترھیب)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں کہ مسواک کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت بغیر مسواک کے نماز پر ستر گنا زائد ہے۔''

ف : ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسواک کر کے نماز پڑھنے سے نماز کا اجر وثواب بڑھ جاتا ہے لیکن روایات مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر گنا ثواب بڑھ جاتا ہے اور یہی مشہور ہے امام احمدؒ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے، قشیریؒ نے حضرت ابو درداءؓ سے بلا سند کے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر گنا ثواب زیادہ ہوجاتا ہے۔ طحطاویؒ نے مراقی الفلاح کے حاشیہ میں حضرت عباسؓ اور حضرت علی عطارؒ سے نقل کیا ہے کہ ننانوے گنا یا چار سو گنا ثواب بڑھ جاتا ہے۔

علماء کرام لکھتے ہیں کہ تفاوت اخلاص کے لحاظ سے ہے یعنی جس قدر اخلاص ہوگا اُسی قدر اجر وثواب میں بھی اضافہ ہوگا، پس کبھی ستر گنا اور کبھی ننانوے اور چار سو گنا ہر شخص کے اخلاص کے مطابق ثواب میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ (جاری ہے)

بقیہ : حیاتِ مسلم

''پہلے دن، تیسرے دن، ہفتہ کے روز اور عیدوں کے موقع پر اہلِ میت کا کھانا تیار کرانا (دعوت کرنا) مکروہ ہے، حج یا عید جیسے تہواروں کے موقع پر قبر پر کھانا (یا غلہ) لے جانا بھی مکروہ ہے، قرآن شریف پڑھنے والوں کی دعوت کرنا، قرآن شریف ختم کرنے یا سورۃ الانعام یا سورۃ الاخلاص ختم کرنے کے لیے حفاظ وقراء اور صلحاء کو جمع کرنا بھی مکروہ ہے، حاصل یہ ہے کہ قرأتِ قرآن کے وقت کھانا بنوانا مکروہ ہے''

(جاری ہے)

ماہِ ذی الحجہ کے فضائل ومسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل ومدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ذوالحج کی فضیلت :

ذوالحج کے مہینے کی احادیثِ مبارکہ میں بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، ذوالحج کا نام ذوالحج اس لیے رکھا گیا کہ اس میں حج ہوتا ہے تو ذوالحج کا معنی ہے حج والا مہینہ۔

ماہِ ذوالحج میں تین اہم کام کیے جاتے ہیں :

حج کے ساتھ اس میں دو کام مزید اور بھی ہوتے ہیں وہ بھی بڑی عظمت اور فضیلت والے ہیں اس مہینے میں یہ تینوں بڑے بڑے کام ہیں : (۱) حج (۲) قربانی (۳) عید۔

حج کی فضیلت :

حج بڑی عظیم عبادت ہے یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ[۱]

''عمرہ کرنا پہلے عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مقبول حج کی جزا تو بس جنت ہی ہے۔''

یعنی جو حج کرے اور بارگاہِ خداوندی میں اس کا حج قبول ہو جائے اُس کے لیے تو اللہ کے ہاں جنت طے ہے وہ جنت میں جائے گا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ .[۲]

---

۱ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۸، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۶، مشکوۃ ص ۲۲۱

۲ بخاری ج ۱ ص ۲۰۶، مسلم ج ۱ ص ۴۳۶، مشکوۃ ص ۲۲۱

''جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران نہ تو بیوی سے بے حجابی کی باتیں کیں نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسا کہ وہ اُس دن گناہوں سے پاک وصاف تھا جس دن اُس کی ماں نے جنا تھا۔''

لیکن یہ اُسی وقت ہے کہ جب حج اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو اور بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی ہوجائے، اگر خدانخواستہ اپنی کوتاہیوں کی بنا پر حج قبول نہ ہوا تو پھر اُس کی یہ جزا اور یہ برکت نہ ہوگی۔

حج بہت بڑا عمل ہے اور اس پر اتنا بڑا اجر و ثواب ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے :

''اللہ تعالیٰ حج کرنے والے حاجی کو قیامت کے دن یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے گھرانے کے چار سو افراد کی شفاعت کرے۔''[۱]

چار سو افراد کی سفارش کرا کر اُن کو جنت میں ساتھ لے جائے یہ اللہ اُس کو حق دیں گے تو حج اتنی عظیم عبادت ہے۔

ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر :

اور جب انسان حج کرنے جاتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کا بے انتہا اعزاز و اکرام فرماتے ہیں اور ایک ایک نیکی کا اجر و ثواب بے انتہا بڑھا دیتے ہیں چنانچہ بہت سی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کی جانے والی ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ملتا ہے [۲] ایک نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز پڑھنے کا ثواب، ایک قرآن پڑھ لیں تو ایک لاکھ قرآن ختم کرنے کا ثواب، طواف کریں تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے [۳] حرم میں بیٹھ کر آدمی کچھ بھی نہ کرے خالی بیٹھ کر بیت اللہ کو دیکھتا رہے اُسے بھی ثواب ملتا ہے حدیث میں آتا ہے :

''ہر روز بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں ساٹھ بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور بیس اُسے ملتی ہیں جو بیٹھا صرف بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے۔''[۴]

---

[۱] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶ [۲] ایضاً ج ۲ ص ۱۰۷ [۳] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳ [۴] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳

اگر کسی کو حجرِ اسود کا بوسہ لینے کی توفیق ہو جائے تو یہ اُس کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے حدیثِ پاک میں آتا ہے :

''قیامت کے دن حجرِ اسود اپنے بوسہ لینے والے کے ایمان کی گواہی دے گا۔''[۱]

اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمزم کے پانی کا چشمہ جاری فرمایا ہے جس کا پینا بھی ثواب اور دیکھنا بھی ثواب حدیث پاک میں آتا ہے حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا :

ماء زمزم لما شرب له.[۲] زمزم جس نیت سے پیو اللہ وہ پوری فرما دیتے ہیں۔

یہ سعادتیں انسان کو حج (یا عمرہ) پر جانے سے ملتی ہیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں حج کے لیے جانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

مدینہ طیبہ جانے پر حاجی کا اعزاز و اِکرام :

جب انسان حج کے لیے جاتا ہے تو حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ بھی جاتا ہے تو اُس کا یہ اعزاز واکرام کیا جاتا ہے حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں :

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ.[۳]

''جو شخص میری وفات کے بعد مجھ سے ملنے آیا وہ ایسے ہی ہے جیسے میری زندگی میں مجھ سے ملنے آیا۔''

حضور ﷺ کے روضہ کی زیارت سے آپ کی شفاعت واجب ہوتی ہے :

ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ.[۴] ''جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔''

مدینہ طیبہ جانے والے کا ایک اکرام یہ کیا جاتا ہے کہ اُس کا اجر و ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

---

[۱] الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۲۴ [۲] ایضًا ج ۲ ص ۱۳۶ [۳] ایضًا ج ۲ ص ۱۴۷

[۴] رواہ البزار والدار قطنی قال النووی وقال ابن حجر فی شرح المناسك رواہ ابن خزیمه فی صحیحه وصححه جماعة کعبد الحق والتقی السبکی فضائل حج ص ۹۶

مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا ثواب :

حدیث شریف میں آتا ہے :

''مسجد نبوی شریف کی ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے۔'' ؂۱

ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ فرمایا :

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِیٌّ مِّنَ النِّفَاقِ. ؂۲

''جو شخص میری مسجد میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھے گا کہ کوئی نماز بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے سے فوت نہیں ہوگی تو وہ آگ سے بری ہوگا عذابِ الٰہی سے بری ہوگا اور منافقت سے بری ہوگا۔''

چالیس نمازیں آٹھ دن میں پوری ہوجاتی ہیں آٹھ دن میں مسلسل مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے پر یہ اجرو ثواب دیا جارہا ہے۔

مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب :

مدینہ پاک میں مسجد قبا ہے جس کی بنیاد نبی علیہ السلام نے رکھی تھی اُس مسجد کا قرآنِ کریم میں بھی ذکر آیا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : مَنْ تَطَھَّرَ فِیْ بَیْتِہٖ ثُمَّ اَتٰی مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰی فِیْہِ صَلٰوۃً کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ عُمْرَۃٍ ؂۳ ''جس نے گھر میں وضو کیا پھر اُس نے مسجدِ قبا آکر (دو رکعت نفل) نماز پڑھی تو اُسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔''

کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حج کو جائیں اور بلا عذر مدینہ منورہ نہ جائیں تو حضور ﷺ اُن سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

؂۱ ابن ماجہ ص ۱۰۳ باب ماجاء فی الصلٰوۃ فی المسجد الجامع ، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۴۰، مشکوۃ ص ۷۲

؂۲ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۳۹ ؂۳ الترغیب الترہیب ج ۲ ص ۱۴۲

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ. [۱]

''جو شخص حج کو آیا اور مجھ سے ملنے نہ آیا اُس نے مجھ سے زیادتی کی۔''

آپ کی بات بالکل بجا ہے اس لیے کہ آپ کے جو اُمت پر احسانات ہیں اُن کا تقاضا تھا کہ آپ کی زیارت کو جاتا اور وہاں جا کر اعزاز و اکرام حاصل کرتا لیکن یہ شخص وسعت کے باوجود اور کسی عذر کے نہ ہونے کے باوجود زیارت کو نہیں جا رہا تو سراسر ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

بہر حال جو حج کو جاتا ہے اُسے یہ یہ اجر و ثواب ملتا ہے اور ان ان اعزازات سے نوازا جاتا ہے لہٰذا انسان کو جس کے پاس وسائل ہوں اور وہ آرام سے آ جا سکتا ہے اُسے ضرور حج کرنا چاہیے جو لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج کو نہیں جاتے حضور ﷺ ان سے سخت ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا. [۲]

''جس شخص کے لیے واقعی کوئی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رُکاوٹ نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے، پھر وہ شخص بغیر حج کیے مر جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے۔''

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہم سب کو حج کی سعادت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے، یہ دعا بھی کرنی چاہیے، حرمین شریفین ہمارے ایمان و یقین کے مرکز ہیں وہاں پر جانا بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ سے اِس کی دعا کرنی چاہیے۔

قربانی کی فضیلت :

دوسرے نمبر پر جو عمل اس مہینے میں ہوتا ہے وہ قربانی ہے، قربانی کا عمل اللہ کے یہاں نہایت ہی پسندیدہ اور نہایت ہی مقبول عمل ہے۔

---

[۱] فضائلِ حج ص ۹۸ [۲] سُنن دارمی بحوالہ مشکوۃ ص ۲۲۲

قربانی کیوں کی جاتی ہے ؟

حدیث پاک میں آتا ہے : ''صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مَا ھٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ یہ قربانی کا عمل ہم کیوں کرتے ہیں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو پتہ چل گیا کہ یہ جو ہم قربانی کرتے ہیں یہ ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اب یہ بھی بتادیجئے کہ ہمیں اس قربانی پر اجر کیا ملے گا قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تو حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ کہ دیکھو قربانی کے جانور کے جو بال ہیں اُس کے ہر بال کے بدلے میں تمہیں ایک نیکی ملے گی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بعض جانور تو ایسے ہیں کہ جن کی جلد پر بال ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کی جلد پر بال نہیں اُون ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر کیا ہوا ؟ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ جن جانوروں کی کھال پر بال نہیں ہیں بلکہ اُون ہے تو اُون کے ہر ہر رویں پر اللہ کی طرف سے نیکیاں ملیں گی۔

قربانی کے جانور پُل صراط پر سواری ہوں گے :

☆ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : ''تم قربانی کے جانوروں کو موٹا تازہ کرو کیونکہ وہ تمہارے لیے پل صراط پر سواری ہوں گے۔''

☆ ایک حدیث حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ . دس ذی الحجہ یعنی قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔'' اِنَّهٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا ''بے شک وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی یعنی جیسے دنیا میں تھی اسی طرح صحیح سالم ہوکر آئے گی تاکہ اُس کے ہر عضو کا کفارہ ہو اور پُل صراط پر سواری بن سکے، آگے فرمایا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَكَانٍ قَبْلَ

اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ. حقیقت یہ ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مقام حاصل کر لیتا ہے یعنی قبول ہو جاتا ہے، فرمایا فَطِیْبُوْابِھَا نَفْسًا[۱] پس یہ قربانی طیب خاطر اور دل کی خوشی کے ساتھ کیا کرو۔''

☆ ایک حدیث امام حسینؓ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

مَنْ ضَحّٰی طَیِّبَۃً نَفْسُہٗ مُحْتَسِبًا لِاُضْحِیَّتِہٖ کَانَتْ لَہٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ .[۲]

''جو شخص نہایت خوش دلی کے ساتھ ثواب کی نیت سے قربانی کرے گا تو یہ قربانی اُس کے لیے دوزخ میں جانے سے آڑ اور رُکاوٹ بن جائے گی۔''

☆ ایک حدیثِ پاک سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں :

یَافَاطِمَۃُ قُوْمِیْ فَاَشْھَدِیْ اُضْحِیَّتَکِ فاطمہ اُٹھو اور اپنی قربانی کے سامنے جا کر کھڑی ہو فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا مَغْفِرَۃً لِکُلِّ ذَنْبٍ دیکھو قربانی کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اَمَا اِنَّہٗ یُجَاءُ بِلَحْمِھَا وَدَمِھَا تُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِکِ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. دیکھو یہ قربانی قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لائی جائی گی اور اُسے ستر گنا بڑھا کر تمہارے ترازو میں رکھا جائے گا، اس موقع پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اُنہوں نے سنا تو عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً فَاِنَّھُمْ اَھْلٌ لِمَا خُصُّوْا بِہٖ مِنَ الْخَیْرِ اَوْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّۃً[۳] کیا قربانی کا یہ اجر و ثواب صرف آلِ محمد ﷺ کے لیے ہے کیونکہ وہ تو ہر اُس خیر و بھلائی کے مستحق ہیں جو ان کے لیے خاص کی گئی ہو یا یہ سب مسلمانوں کے لیے ہے ؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ اجر و ثواب خصوصًا آلِ محمد کے لیے اور عمومًا تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔''

[۱] مشکوۃ شریف ص ۱۲۸ [۲] الترغیب والترھیب ۲ /۱۰۰ [۳] الترغیب والترھیب ۲ /۱۰۰

جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا حضور ﷺ اُس سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے آپ فرماتے ہیں : مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا.[۱] ''جو شخص قربانی کی وسعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟

سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟ اس کے متعلق عرض ہے کہ قربانی ایک تو ہر اُس عورت اور مرد پر واجب ہے جس پر زکوة فرض ہے، عورت کے پاس اگر اِتنی مالیت کے سونے کا زیور ہے کہ جتنی مالیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکتے ہیں جو آج کل تقریبًا چالیس ہزار روپے کی آجاتی ہے تو اُس پر زکوة آئے گی اور جس پر زکوة آئے گی اُس پر قربانی بھی آئے گی

اور دوسرا وہ شخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنی مالیت تو نہیں ہے، نہ کیش کی شکل میں نہ چاندی کی شکل میں نہ سونے کی شکل میں، زیور وغیرہ بھی نہیں ہے اُس کے پاس، کیش رقم بھی نہیں ہے اُس کے پاس، مالِ تجارت بھی نہیں ہے اُس کے پاس تو اگرچہ اِس صورت میں اُس پر زکوة تو فرض نہیں ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اُس کے پاس زائد اَز ضرورت اتنا سامان بھی ہے یا نہیں ہے کہ جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہوجاتی ہے، زائد اَز ضرورت سامان میں شوقیہ لیپ ٹاپ، کمپیوٹر ہوگیا، زائد اَز ضرورت موبائل ہوگئے یا ضرورت پانچ چھ ہزار والے موبائل سے پوری ہوجاتی ہے لیکن رکھا ہوا ہے تیس پینتیس ہزار والا موبائل یا سینکڑوں سی ڈیز ہوگئیں یا وی سی آر ہوگیا یا اتنے زیادہ بھرے ہوئے کپڑے ہیں کہ وہ پہننے کو ہی نہیں آتے یا اتنے زیادہ برتن ہیں جو کبھی کام ہی نہیں آتے، تو اگر اُس کی ملکیت میں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو اگر ہم جوڑیں اور ان کی قیمت پتا کریں اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جاتی ہو تو پھر ایسے مرد و عورت پر اگرچہ زکوة تو فرض نہیں ہوگی لیکن صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی اور یہ مرد و عورت زکوة بھی نہیں لے سکتے، زکوة لینا حرام، قربانی اور صدقۂ فطر واجب۔

---

[۱] الترغیب والترهیب ج۲ص۱۰۰

قربانی نہ کرنے کی صورت میں قضا :

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی بھی وجہ سے قربانی نہیں کی تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنی واجب ہے۔

جن افراد پر قربانی واجب ہو وہ ذوالحج کا چاند نکل آنے کے بعد ناخن وغیرہ نہ کاٹیں :

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اِذَا رَاَیْتُمْ ھِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِكْ عَنْ شَعْرِہٖ وَاَظْفَارِہٖ. (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۶۰)

''جب تم ذوالحج کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا اِرادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رُک جائے۔''

جن پر قربانی واجب ہے یہ حکم اُن کے لیے ہے کہ وہ ذوالحج کا چاند نکلنے سے پہلے پہلے اپنے ناخن تراش لیں اور بال وغیرہ کاٹ لیں، یہ سب کے لیے نہیں ہے لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ ایک مستحب اور سنتِ غیر مؤکدہ عمل ہے، اگر کسی نے ناخن کاٹ بھی لیے اور بال کاٹ بھی لیے تو اُس کی قربانی میں فرق کوئی نہیں پڑے گا، زیادہ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے کا جو اَجر تھا وہ رہ جائے گا، اگر سنت پر عمل کر لیتے تو اجر مل جاتا نہیں کیا تو اجر رہ گیا لیکن قربانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

ماہِ ذوالحج میں کیا جانے والا تیسرا کام :

تیسری چیز جو اِس مہینے میں ہوتی ہے وہ ایک مذہبی تہوار ہے یعنی ہم اس مہینے میں (ذوالحج میں) ایک عید مناتے ہیں، یہ ہمارا مذہبی تہوار ہے، ہمارے لیے دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں : ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحی۔

عیدیں فقط دو ہیں :

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے : شَھْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَ ذُوالْحِجَّةِ.[1]

[1] ابو داؤد ج۱ ص ۳۱۸ باب الشھر یکون تسعا وعشرین کتاب الصیام

''عید کے دو مہینے ہیں، اِن دو مہینوں میں اجر کے اندر کمی نہیں ہوتی، ایک مہینہ رمضان کا دوسرا ذوالحج کا۔''

محدثین کرامؒ نے ہمیں بتایا کہ اجر میں کمی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مہینے اُنتیس اُنتیس دن کے بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ عبادت کا اجر وثواب تیس دن کے برابر دیں گے، یہ مطلب ہے کہ ان میں کمی نہیں ہوتی یعنی اجر وثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :

''آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہلِ مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے ہیں جن میں وہ کھیل کود کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں، آپ نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اِن دو دنوں میں ہم زمانۂ جاہلیت میں خوشیاں مناتے تھے اور کھیلا کودا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَبْدَلَکُمْ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ . اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دنوں سے بہتر اور اچھے دو دن تمہارے لیے مقرر فرما دیے ہیں جن میں سے ایک عید الاضحیٰ کا دن ہے اور دوسرا عید الفطر کا۔'' (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۱ باب صلوۃ العیدین۔ مشکوۃ ص ۱۲۶)

اس حدیثِ پاک سے بھی صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ عیدیں فقط دو ہیں ایک عید الفطر، دوسری عید الاضحیٰ۔

ماہِ ذوالحج کے شروع کے دس دنوں کی فضیلت :

خاص طور پر اس کے شروع کے جو دس دن ہیں وہ تو اور زیادہ عظمت وفضیلت والے دن ہیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِن دس دنوں کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ تیسویں پارہ میں ایک سورۃ ہے سورۃ الفجر اُس میں آتا ہے ﴿ وَالْفَجْرِ o وَلَیَالٍ عَشْرٍ ﴾ فجر کے وقت کی قسم اور دس راتوں کی قسم، مفسرین

نے لکھا ہے اِن دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحج کے دنوں کی راتیں ہیں، عشرہ ذوالحج کے جو دن ہیں اُن کی راتیں مراد ہیں، اللہ تعالیٰ ان دس دنوں کی راتوں کی قسم کھا رہے ہیں اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ جس چیز کی قسم کھائیں گے وہ فضیلت اور منقبت والی چیز ہوگی اِس سے ان دنوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

ایک حدیث تو بہت ہی زیادہ اجر و ثواب بتاتی ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ.[1]

''دنوں میں سے ایسا کوئی دن نہیں ہے کہ جس میں عبادت کرنا اللہ کے حضور میں عشرہ ذوالحج میں عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہو، اِس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر قرار دیا جاتا ہے اور اِس کی ہر رات کی عبادت شب ِقدر کی عبادت کے برابر قرار دی جاتی ہے۔''

نویں ذوالحج کے روزے کی فضیلت :

بالخصوص نو ذوالحج کا جو روزہ ہے وہ تو بہت ہی قیمتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نو ذوالحج کے روزہ کی یہ برکت ہے کہ اللہ اِس کی برکت سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں[2] ہمیں چاہیے کہ ہم ان نفلی روزوں کا اہتمام کریں، اللہ توفیق دے اور اگر سارے نہ رکھے جائیں تو کم از کم نو ذوالحج کا روزہ ہی رکھ لیں۔

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت :

اور دس ذوالحج کی جو شب ہے یہ بھی بڑی فضیلت کی شب ہے یعنی عید کی شب جو نو ذوالحج کا دن گزار کر آئے گی حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو شب بیداری کرے گا

---

[1] ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸ باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، مشکوۃ ص ۱۲۸

[2] مسلم ج ۱ ص ۳۶۷ باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شھر وصوم یوم عرفہ الخ

انہیں جاگ کر گزارے گا اور انہیں زندہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کے دل کو اُس دن زندہ رکھیں گے جس دن تمام لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہوں گے۔ [۱]

تکبیراتِ تشریق :

یہاں اخیر میں ایک مسئلہ اور سمجھ لیں کہ ہمارے یہاں نو ذوالحج کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحج کی عصر تک ہر مرد و عورت پر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، مرد حضرات بہ آوازِ بلند پڑھیں اور خواتین آہستہ آواز سے، یہ تکبیرات فقہ حنفی کے مطابق صرف ایک بار پڑھنی چاہئیں دو دو تین تین بار نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں، تکبیر تشریق یہ ہے :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بہر حال اس مہینے کے یہ فضائل ہیں ہمیں چاہیے کہ ان دنوں میں بجائے مارے مارے پھرنے اور دنیا کے دھندوں میں لگنے کے کوشش کریں کہ جس قدر ہو سکے ذوالحج کا مہینہ شروع ہو تو زیادہ سے زیادہ اللہ کی اطاعت و بندگی میں وقت گزاریں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[۱] الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۵۳

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

مؤرخہ ٢٧ر رمضان المبارک ١٤٣٨ھ/٢٣ر جون ٢٠١٧ء کو حضرت اقدس سیّدی و مرشدی مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم نے تین حضرات کو خرقۂ خلافت و دَستار سے نوازا :

(١) مولانا عطاء اللہ صاحب ندیم بن غلام رسول صاحب، ضلع خضدار (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

(٢) مولانا محمد شفیق صاحب بن عبدالرشید صاحب، ضلع کراچی (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

(٣) مولانا محمد مصعب صاحب بن عبید اللہ صاحب، ضلع وہاڑی (فاضل جامعہ مدنیہ جدید)

اللہ تعالیٰ اِن سلاسلِ طیبہ کے فیوض و برکات کو اَقوامِ عالم میں تا قیامت جاری و ساری فرما کر قبولیت سے نوازے اور ہمیں اِن مشائخ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

١١ر شوال المکرّم/ ٧ر جولائی سے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے داخلے شروع ہوئے اور کثیر تعداد میں طلباء کی آمد شروع ہوگئی، اِسی روز سے تعلیم کا آغاز ہوگیا، والحمد للہ۔

١١ر جولائی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا سلطان معاویہ صاحب کی دعوت پر جنڈیالہ روڈ شیخوپورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے نئے مدرسے کے افتتاح کے موقع پر مدارس کی اہمیت پر مختصر بیان فرمایا۔

١٥ر جولائی بروز ہفتہ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مفتی خلیل الرحمن صاحب کی دعوت پر کوئٹہ تشریف لے گئے، حضرت نے دارُ الافتاء اور مدرسہ تعلیم الاسلام مشن روڈ میں علماء و طلبہ سے تحصیلِ علم کے موضوع پر خطاب فرمایا، بعد اَزاں جامعہ محمدیہ مشرقی بائی پاس نزد فاروقیہ تبلیغی مرکز میں حضرت کا علماء و طلبہ میں طلبِ علم کے موضوع پر بیان ہوا۔ بعد از نماز عصر مدرسہ فرقانیہ ویلج ایڈ سریاب روڈ میں حضرت نے ادارے کے بانی بزرگ عالمِ دین حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب

کی مزاج پُرسی فرمائی پھر پیر شریف حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا عبد الہادی صاحب مد ظلہم کی خواہش پر حضرت اُن کی خانقاہ تشریف لے گئے بعد اَزاں جامعہ مدنیہ جدید سریاب کسٹم کوئٹہ میں نکاح کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت نے ''برکاتِ نکاح'' کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۱۶/ جولائی بروز اتوار صبح گیارہ بجے جامعۃ الحسین وجامعہ حفصہ دیبہ کوئٹہ کے تعلیمی سال کے افتتاح کے موقع پر حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مد ظلہم نے بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھائی اس موقع پر حجیتِ حدیث پر سیر حاصل بیان فرمایا۔

بعد از نماز ظہر حضرت، قاری صاحب کے مدرسے سرکی کلاں تشریف لے گئے اور برکت کی دعا کی، بعد اَزاں مدرسہ انوار العلوم چشمہ خدو روڈ دیبہ کوئٹہ میں علماء وطلباء سے سیر حاصل بیان فرمایا۔

بعد از نماز عصر حضرت نے مرکز شبانِ ختم نبوت جامع مسجد ابراہیم دیبہ کوئٹہ ساتھیوں سے ختم نبوت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

بعد از نماز مغرب جامع مسجد عیدگاہ طوغی روڈ میں عمومی مجمع سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کی دیگر تمام ادیان پر برتری اور کمالات پر روشنی ڈالی۔

۱۷/ جولائی کو حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مد ظلہم صبح ساڑھے نو بجے فاضل جامعہ جدید مولانا ساجد صاحب کی دعوت پر جامعہ عربیہ اُم عائشہ للبنات میں تشریف لائے جہاں آپ نے طالبات کو بخاری شریف کی پہلی حدیث پڑھائی اور مختصر تقریر فرمائی اور جامعہ کی ترقی کے لیے دعا فرمائی۔

قمبرانی روڈ پر واقع جامعہ محمدیہ مرکزی مسجد ابراہیم کی دوسری منزل کی تعمیر کے لیے حضرت صاحب نے جبلِ اُحد کے پتھر کو بنیاد میں رکھ کر جامعہ اور مسجد کے لیے دعا فرمائی۔

بعد اَزاں حضرت صاحب نے ایک اور نئے مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کا نام مولوی عثمان صاحب کی خواہش پر ''فتح العلوم عثمانیہ'' تجویز فرمایا اور پھر وہاں سے قافلے کے ہمراہ قلعہ عبد اللہ جو کہ کوئٹہ سے ۶۵ کلومیٹر فاصلے پر ہے فاضلِ جامعہ مولانا کلیم اللہ صاحب کی دعوت پر تشریف لے گئے حضرت صاحب

کے مرید مولانا الیاس صاحب کی خواہش پر تھوڑی دیر کے لیے اُن کے گاؤں میزی اڈا تشریف لے گئے بعد اَزاں مدرسہ ''معہد الحبیب الاسلام'' قدیم فجک میں جامعہ مدنیہ جدید کے پرانے فضلاء سے ملاقات فرمائی اور حضرت نے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

بعد اَزاں قریب ہی جامعہ تدریس القرآن میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا، واپسی پر راستہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالصمد صاحب اخوند سے ملاقات ہوئی، رات بارہ بجے جامع مسجد ابراہیم کوئٹہ واپسی ہوئی، اگلے دن دوپہر بارہ بجے جمِ غفیر کے ساتھ ائیر پورٹ تشریف لے گئے ساتھیوں نے حضرت کو اشکبار آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا۔

وفیات

گزشتہ ماہ جناب محبوب الٰہی اور ارشاد الٰہی صاحبان کے والد الحاج عمر الٰہی صاحب طویل علالت کے بعد کراچی میں وفات پا گئے۔

۱۵؍ جولائی کو الحاج امین شیخ صاحب کے والد صاحب شیخوپورہ میں وفات پا گئے۔

۱۵؍ جولائی کو جناب عمر ڈار صاحب کی والدہ صاحبہ لاہور میں وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز واَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ 35330311 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (MCB(0954-020-100-7915-0 کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (MCB(0954-040-100-1046-1 کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (MCB(0954-020-100-7914-2 کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
GL # 2447
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH
عمرہ پیکج
2017
1438
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
کمرہ نمبر ۱۱، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلیکن سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
۱۹ کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com